هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۸ جولائی سنہ ۱۹۶۰ء

Siraj ul-Haq Siddiqi

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

ہدیہ چار آنے

عبدالغفور ریاض

پیام

منتظر ہے یہ جہاں آئینِ پیغمبر کا آج
ورنہ سب بیسود ہے جمہور ہو یا تخت و تاج
ماسوا قرآن و سُنّت کے اگر آئین ہے
دعوٰئے اسلام باطل ہے مرا آئین ہے
کھا چکے ہم ساحرِ انگلیس سے کافی فریب
اب غلامانِ محمدؐ کو نہیں صبر و شکیب
شیشہ بازی چھوڑ کر خارا گدازی چاہیے
لغزشیں جو ہو چکیں اُن کی تلافی چاہیے
دامنِ دیں تھام لے اقوامِ مغرب پہ نہ جا
می نہ زیبد آذری اولادِ ابراہیمؑ را
"کیوں مُسلماں بے نیازِ معنئ قرآں ہے"
سرزمیں بھی پاک ہو جب نام پاکستان ہے
چشم پوشی گر کریں گے صاحبانِ اقتدار
بھول جائیں گے وہ رمزِ آیۂ بئس القرار
دار پہ جانے سے خائف ہو نہیں سکتا ریاض
حق بیاں کرنے سے تائب ہو نہیں سکتا ریاض
"یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے"

رُباعیات

۱

رُوح کی تسکین کا ساماں نہیں یارب
بہرحال کہ اب زیست کا ارماں نہیں یارب
دنیا میں ہے انسان کی ایجاد بغاوت
یہ خالق شر آپ ہے شیطاں نہیں یارب

۲

تری دُنیا کا عجب انداز ہے ساقی
بس اب پیشِ نظر نغمہ و ساز ہے ساقی
گردشِ لیل و نہار میں رقص و سرود
معلوم تو ہے تجھ کو یہ کیا راز ہے ساقی

۳

ہے دورِ ترقی کی یہ تحقیق جدید
کہ آلاتِ تباہ کُن کی ضرورت ہے شدید
دُنیا نے بنایا ہے اسے بندۂ اغراض
اسلام بناتا ہے اسے بندۂ توحید

عزیز القاسمی

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۶ | جمعۃ المبارک ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۶۰ء | شمارہ ۹

پاکستان میں خلافتِ راشدہ

پنجاب یونیورسٹی ہال میں لاہور ڈویژن کی یونین کونسلوں کے ارکان کی کنونشن کا افتتاح کرتے ہوئے صدر مملکت نے کہا کہ پاکستان میں خلافت راشدہ کے نمونہ پر اسلامی جمہوریت قائم کی جائے گی جو ہر قسم کی سیاسی دھڑے بندیوں سے پاک ہو گی۔ آپ نے مزید کہا کہ حضرت عمرؓ نے جو مشاورتی کونسل بنائی تھی۔ وہ صحیح معنوں میں اسلامی تھی۔ اس میں بلند کردار کے دانشمند لوگ مل جل کر کام کرتے تھے۔

ہم نے صدر مملکت کے اس اعلان کا خوشی اور افسوس کے ملے جلے جذبات سے مطالعہ کیا۔ ہمیں خوشی تو اس لئے محسوس ہوئی کہ یہ نہ صرف ہمارے بلکہ پاکستان کے لاکھوں مسلمانوں کے دِلوں کی آواز ہے۔ مسلمانوں نے پاکستان اسی مقصد کے لئے حاصل کیا تھا کہ وہ یہاں اسلام کی سادہ تعلیم کے سانچہ میں اپنی زندگیوں کو ڈھال سکیں۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس ملک کا مذہب اسلام ہو اور قانون قرآن ہو۔ ہمیں افسوس اس لئے ہُوا کہ پونے دو سال میں صدر مملکت اور ان کی حکومت نے یہاں خلافت راشدہ کے نمونہ کی اسلامی جمہوریت قائم کرنے کے لئے کوئی عملی اقدام نہیں کیا۔ نہ اوامر کو رواج دیا اور نہ نواہی پر کوئی پابندی عائد کی گئی۔ اس وقت پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت جس طرز کی زندگی بسر کر رہی ہے اس کو اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ موجودہ حالات میں اوّل تو خلافت راشدہ کے نمونہ پر اسلامی جمہوریت کا قیام ممکن نہیں ہے اور اگر ہو بھی جائے تو اس کی کامیابی کی امید نہیں۔

خلافت راشدہ میں رعایا صحابہؓ کرام تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ سایہ تربیت پائی تھی۔ ان کی زندگیوں میں دین نمبر اوّل تھا اور دنیا نمبر دوئم۔ وہاں خلیفہ قوم کا سچا بہی خواہ تھا اور عوام کے دِل میں جرأت ایمانی تھی جس کی وجہ سے وہ خلیفہ پر بھی نکتہ چینی کرنے سے نہ جھجکتے تھے۔ خلیفہ اُن کی نکتہ چینی پر چیں بجبیں ہونے کی بجائے اس کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتا تھا اور اپنی پوزیشن کو واضح کر کے عوام کو مطمئن کرنا ضروری سمجھتا تھا۔

پاکستان میں نہ عوام میں جرأت ایمانی ہے اور نہ حکام حق سُننے کے لئے تیار ہیں۔ دونوں کی غالب اکثریت فسق و فجور میں مبتلا ہونے کے باعث پیٹ پرست ہو گئی ہے۔ اِن میں خدا پرستی نہیں رہی۔ یہاں خلافت راشدہ کے نمونہ پر اسلامی جمہوریت قائم کرنے کے لئے دونوں کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ اس کی ابتدا اوامر کی ترویج اور نواہی کی بندش سے کی جائے۔ نماز کی ادائیگی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ترکِ نماز قابل دست اندازی پولیس جرم قرار دیا جائے۔ شراب نوشی۔ چکلے اور سینما بند کر دیئے جائیں۔ حکام کو سادہ زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور کیا جائے۔ صرف ترغیبی احکام جاری کرنے پر اکتفا نہ کی جائے۔ حضرت عمرؓ کی طرح عوام کی تکالیف کا پتہ لگانے کے لئے راتوں کو بھیس بدل کر پھرنا نہ سہی لیکن اگر کوئی داد رسی کے لئے ان کے دَر پر آ جائے تو اس کی امداد کرنا تو حکام اپنا فرضِ منصبی سمجھیں۔

آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے صدرِ محترم کو پاکستان میں خلافت راشدہ کے نمونہ پر اسلامی جمہوریت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین

ہم اپنی طرف سے اور تمام دیندار مسلمانوں کی طرف سے ان کو اس مقصد کی تکمیل کے لئے دِلی تعاون کا یقین دِلاتے ہیں۔

الجزائر کی جنگ آزادی

الجزائری حریت پسند چھ سال سے فرانس کے خلاف اس لئے بر سر پیکار ہیں۔ کہ ان کا ملک آزاد ہو جائے۔ فرانسیسی ذرائع کے مطابق چھ سال میں فرانس اور الجزائری حریت پسندوں کی ڈیڑھ لاکھ جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔

فرانس کے صدر عرصہ سے کوشش کر رہے تھے کہ الجزائری حریت پسند حکومت فرانس سے جنگ بندی کی بات چیت کے لئے پیرس آئیں۔ اس سلسلہ میں وہ جو شرائط عائد کرتے تھے، حریت پسند ان کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ حال ہی میں فرانس کے صدر نے گفت و شنید کے لئے غیر مشروط پیشکش کی تو الجزائر کی عبوری حکومت نے اس کو مان لیا ہے۔ اور عنقریب اُن کا ایک وفد وزیر اعظم کی قیادت میں پیرس جا رہا ہے۔ اس سے چھ سال کی خونریز لڑائی کے بعد الجزائر میں امن قائم ہونے کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔ اگرچہ الجزائر میں فرانسیسی آبادکار امن کی امیدوں کو خاک میں ملانے کے درپے نظر آتے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کی کوششیں کامیاب نہ ہوں اور الجزائر میں حریت پسندوں کی منشاء کے مطابق جنگ بندی کا فیصلہ ہو جائے۔

بالغ رائے دہندگی

(۲)

نظام العلماء مغربی پاکستان کی مجلس عاملہ اور ملک کے مقتدر بیالیس علماء نے آئین کمیشن کے سوالنامے کا جو جواب دیا ہے اس میں صدر کے انتخاب بالفاظ دیگر تشکیل حکومت نہایت اہم اور قابل توجہ حکومت پاکستان ہے۔ یہ بات انتہائی افسوسناک ہوگی کہ ہم مسلمان ہو کر کسی بات کا فیصلہ کرتے وقت اسلامی اصول کو اپنانے سے شرمائیں یا ہچکچائیں۔ نظام العلماء نے صدر (امیر) کے انتخاب کے لئے خلافت راشدہ کو مشعلِ راہ بنانے کا مشورہ دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ملک کے ارباب حل وعقد جن پر قوم کو اعتماد ہو۔ وہ باہمی مشورے سے ملک کے بہترین فرد کو چن لیں اور سب اسکی اطاعت کا عہد کریں۔ یہ امراء ارباب شوریٰ کی رائے پر ہے کہ سب سے بڑھ کر کون دیندار دیانتدار اور تجربہ کار ہے۔ اور کس پر ملک اعتماد کر سکتا ہے۔ خلافت راشدہ میں یہ کام انصار ومہاجرین

کی مقدس جماعت سرانجام دیتی رہی جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری طویل صحبت اور سفر و حضر کے تجربات کی وجہ سے عالم اسلام کو پورا پورا اعتماد تھا۔ یہاں تک کہ اگر ملک میں رائے شماری ہوتی تو انہی پر اعتماد کیا جاتا۔ حضرت علیؓ کا ارشاد نہج البلاغۃ میں مروی ہے۔ کہ بیعت انصار و مہاجرین کی ہے اس کے بعد کسی حاضر کو مجال انکار ہے نہ غیر حاضر کو۔ حضرت صدیقؓ اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی خلافت تو صفائی سے انصار و مہاجرین کی بیعت سے ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں خود حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخری لمحات میں فیصلہ صادر فرما کر انصار و مہاجرین کو سنایا۔ جنہوں نے بالاتفاق اس کو منظور فرمایا۔ اگرچہ اس طرح یہ بھی انصار و مہاجرین کا انتخاب ہے۔ مگر حضرت صدیقؓ نے بحسب فرمان نبوی امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے تھے۔ اہل شوریٰ کے لئے آسانی فرما دی۔ آپ نے انصار و مہاجرین میں سب سے بہتر بزرگ کی رہنمائی فرما کر سقیفہ بنی ساعدہ میں ہونے والی بحث سے بھی امت کو بچا لیا۔ چونکہ حضرت صدیقؓ پر عالم اسلام کو کلی اعتماد تھا۔ اس لئے انکی نامزدگی عالم اسلام ہی کا انتخاب تھا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے شہادت کے وقت چھ آدمیوں کی کمیٹی اس کام کو سرانجام دینے کے لئے نامزد فرمائی۔ یہ کمیٹی بھی انصار و مہاجرین میں سے تھی۔ اور سب نے خلیفہ کے اس فیصلہ اور پھر کمیٹی کے فیصلے کو صحیح قرار دیتے ہوئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ اگر آج مسلمانوں میں کوئی ایسی معتمد علیہ تابو یافتہ اور مسلمہ مرکزی جماعت موجود نہیں تو نظام العلماء نے ملک کے مختلف حلقہ ہائے انتخاب کے نمائندوں کو اس کا قائم مقام تجویز کیا ہے۔ اس نے نمائندگی کے لئے انوکھا۔ مگر بہترین طریقہ پیش کیا ہے جو تمام مفاسد و مضرات سے پاک ہے۔

(۱) نظام العلماء نے ایک تو ہر حلقہ سے امیدواروں کے کھڑے ہو کر انتخابی جنگ لڑنے کی مخالفت کی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ جب ابتداء ہی اقتدار کے لئے لڑنے سے ہو تو انتہا میں جبکہ زمام حکومت کے لئے مسابقت کا وقت ہوگا۔ کتنے رسوا کن حالات سے گزرنا ہوگا۔ علماء نے اہل حلقہ کو مجلس شوریٰ کے لئے ممبر تجویز کرنے کا حق دیا ہے۔

(۲) پھر ان متوقع ممبروں کے لئے شرائط مقرر کی ہیں کہ وہ ارکان اسلام کے پابند علم و عمل میں اوروں سے ممتاز اور بصیرت و سیاست میں اچھا مقام رکھتے ہوں۔ ان شرائط کے عائد کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ نا اہل افراد کو محض سرمایہ اور رسوخ کے بل بوتے پر آگے آنے کا موقعہ نہ مل سکے گا۔

(۳) اگر حلقہ سے ایک سے زیادہ افراد کے نام تجویز ہو گئے تو علماء نے اس لئے بالغ رائے دہندگی کے اصول پر عام ووٹنگ تجویز نہیں فرمائی بلکہ افسر انتخاب کو چاہے وہ سول حکام میں سے کوئی ہو چاہے علیحدہ سٹاف میں سے حق دیا ہے کہ وہ شرائط کی روشنی میں سرگرمی دکھلاتے ہوئے پوری پوری تحقیقات کر کے نا اہل افراد کو رد کر دے۔ اور اگر شرائط کے لحاظ سے پھر بھی متعدد افراد قابل ممبری ہوں تو ان میں باہمی مذاکرات سے بہترین ممبر کو منتخب کر دے اور کسی طرح نہ ہو سکے تو مجمع عام میں ان چند افراد میں قرعہ اندازی سے فیصلہ کر دے

سابق دستور کے مطابق امیدواروں میں ووٹنگ کرنے سے جس میں امیدواروں کے لئے کوئی علمی و عملی اور اخلاقی شرط نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بدترین افراد بھی جن کو سرمایہ اور رسوخ کی وجہ سے پولیس سزا نہیں دلا سکی۔ وہ باوجود نا اہل ہونے کے منتخب ہو جائیں۔ علماء کے مجوزہ طریق کار میں پہلے تو کوئی خود امیدوار نہ کھڑا ہو سکے گا۔ دوسرے حلقہ والوں کو تجویز کرتے وقت بھی شرائط کی رعایت کرنی ہوگی۔ پھر افسر انتخاب بھی اہلیت کے شرائط کی روشنی میں رد و قبول کر سکے گا۔ اور بدرجہ مجبوری آخری فیصلہ قرعہ اندازی سے ہو کر قصہ ختم ہو جائے گا۔

ووٹنگ کے مضرات

نمائندے تو دونوں طرح سے منتخب ہو جائینگے۔ مگر ووٹنگ میں اتنے مضرات مفاسد ہیں کہ ہمارے ملک میں ان کے قلع و قمع کرنے کے لئے کم از کم پچاس ساٹھ سال درکار ہیں۔ الیکشن میں جتنی بدعنوانیوں دھاندلیوں اور شرارتوں کا رونا رویا جاتا ہے۔ اسکی جڑ صرف ووٹنگ ہے

ا۔ رشوت۔ امیدوار حلقہ کے با اثر افراد کو رشوت دیتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے زیر اثر ووٹ اس کے حق میں دلائے۔

ب۔ امیدوار بلاواسطہ بھی فی ووٹ کی قیمت مقرر کرتا ہے جو بلا واسطہ یا بالواسطہ ووٹر وصول کر کے ووٹ بیچتا ہے

ج۔ ووٹر اندر جا کر ووٹ ڈالے بغیر باہر آتا اور پرچی اس شخص کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ جس سے پہلے سودا ہو چکا ہوتا ہے۔

د۔ اصلی ووٹروں کی جگہ ان سے پہلے جعلی ووٹر ووٹ ڈال دیتے ہیں۔ اور تجربہ شاہد ہے کہ اس کا کلی انسداد خاصہ مشکل ہے۔

ہ۔ پولنگ افسر رشوت لے کر یا رشتہ یا رسوخ کا لحاظ کر کے ایسے جعلی پولنگ پر چشم پوشی کرتا اور انتخاب کو غلط کرا دیتا ہے۔

و۔ ووٹوں کو ردی یا صحیح قرار دینے میں بھی شرارت ہو سکتی ہے۔

ز۔ خواتین کے ووٹنگ میں تو دھاندلی کا انسداد ناممکن ہے۔ ان میں شناخت کی دشواری اور افسر عورت کی فطری کمزوری بڑا ستم ڈھاتی ہے۔ خاص کر خواندہ عورتیں۔ ناخواندہ کو الّو بنانے میں زیادہ کامیاب ہو سکتی ہیں۔

ح۔ اخلاقی کمزوری کی وجہ سے کسی افسر کی غلط چشم پوشی اور امیدوار کا ووٹر کے ساتھ اندر جانا بھی اثر انداز ہوتا ہے

ط۔ ان کے سوا جھوٹے پروپیگنڈے سے عوام کے اخلاق کی تباہی اور باہمی حسد و عداوت کی آگ بھڑکنا لازمی امر ہے

ی۔ ہر ملک اور ہر قوم کا ایک مزاج ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں ووٹنگ کے نتیجہ میں خاندانی عداوتیں اور قتل و مقاتلہ کی واردات مشاہد ہو چکی ہیں۔ جن کے اثرات ساری قوم کو قعر ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اس طریق کار میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ افسر انتخاب پر کیسے بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا وہ پارٹی بازی یا سرکاری اشاروں کا

(باقی برصفحہ ۱۷)

خطبہ یوم الجمعۃ ۶ محرم سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق یکم جولائی سنہ ۱۹۶۰ء

(از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

نیک اعمال کے نتائج خوشگوار اور بد اعمال کے نتائج ناخوشگوار ہونگے

پہلے حصہ پر قرآن مجید سے شواہد

پہلا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۰ (سورۃ البقرہ۔ ع ۸۔ پ ۱)۔ ترجمہ۔ جو کوئی مسلمان اور یہودی اور نصرانی اور صابی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اچھے کام بھی کرے تو ان کا اجر ان کے رب کے ہاں موجود ہے اور ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

نتیجہ

کہ جس شخص کا ایمان درست ہوگا اور کام بھی اچھے کرے گا۔ ان پر قیامت کے دن نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہونگے۔ اللہم اجعلنا منہم

دوسرا

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَہٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰی ۚ وَسَنَقُوْلُ لَہٗ مِنْ اَمْرِنَا یُسْرًا ۰ (سورۃ الکہف ع ۱۱ پ ۱۶) ترجمہ۔ اور جو کوئی ایمان لائے گا اور نیکی کرے گا تو اسے نیک بدلہ ملے گا اور ہم بھی اپنے معاملہ میں اسے آسان ہی حکم دیں گے۔

نتیجہ یہی نکلا کہ جو شخص نیک عمل کرے گا اُسے نیک بدلہ ملے گا۔

تیسرا

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۰ (سورۃ الفرقان ع ۶ پ ۱۹) مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے۔ سو انہیں اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نتیجہ

وہی نکلا۔ جن لوگوں نے برائیوں سے توبہ کی۔ ان کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور جتنی بُرائیوں سے توبہ کریں گے۔ ان بُرائیوں کی جگہ نیکیاں لکھ دے گا۔ کیونکہ برائی سے توبہ کرنا یہ بھی نیکی ہے۔ اس لئے جتنی برائیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی ہوئی تھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اتنی ہی نیکیاں لکھ دے گا۔ وما علینا الا البلاغ

چوتھا

وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ ؕ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ (سورہ آل عمران ع ۶ پ ۳) ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ انہیں ان کا حق پورا دے دے گا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

حاصل

وہی نکلا کہ اللہ تعالےٰ ایماندار نیکی کرنے والوں کا اجر پورے کا پورا انہیں عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کسی پر ظلم نہیں کریگا۔ کہ کسی کو اسکی نیکی کا اجر نہ دے۔

پانچواں

مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (سورۃ النحل ع ۱۳۔ پ ۱۴)۔ ترجمہ۔ جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور ہم صبر کرنے والوں کو ان کے اچھے کاموں کا ضرور بدلہ دیں گے۔

حاصل

یہی نکلا کہ اچھے کام کرنے والوں کا بدلہ اللہ تعالےٰ کے ہاں موجود ہے۔ اللہم اجعلنا منہم

چھٹا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً ۚ وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۰ (سورۃ النحل ع ۱۳۔ پ ۱۴)۔ ترجمہ۔ جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔

نتیجہ

جس شخص کا ایمان درست ہو مرد ہو یا عورت ایسے لوگوں کو ضرور جزاء خیر عطا فرمائیں گے۔ ایمان درست ہوگا۔ یہ مطلب ہے کہ ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہ ہو جیسے عام جاہل بزرگوں کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لعن اللّٰہ الیھود والنصارٰی اتخذوا قبور انبیائھم مساجد ترجمہ۔ لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا (یعنی [illegible] کی قبروں پر سجدہ کرنے لگ گئے)۔

جب نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے والوں پر آپ نے لعنت فرمائی ہے تو کیا جو مسلمان ولیوں کی قبروں پر سجدہ کریں گے۔ ان پر لعنت نہیں نازل ہوگی کیونکہ ولی تو نبی سے درجے میں کم ہے

ساتواں

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ (سورہ حٰم السجدہ ع ۴ پ ۲۴) ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے (یعنی کسی حالت میں بھی اللہ کا دروازہ چھوڑ کر کسی غیر کے دروازہ پر نہیں گئے) ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے اور جو تم وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم کرنے والے کی طرف سے مہمانی ہے

سات گواہیوں کا نتیجہ

قرآن مجید میں سے اپنے پہلے دعوے (نیک اعمال کے نتائج خوشگوار) پر سات گواہ پیش کر چکا ہوں۔ قرآن مجید میں سے جو گواہ پیش کیا جائے گا۔ وہ یقیناً سچا ہی ہوگا

لہذا

ہر مسلمان مرد و عورت کو اس بات پر یقین کر لینا چاہیئے کہ اگر ہم نے نیکیاں کر کے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچا ثابت کر کے نہ دکھلایا تو پھر ہماری خیر نہیں ہے۔

وما علینا الا البلاغ

دوسرا مضمون

بد اعمال کے نتائج ناخوشگوار ہوں گے

اس پر شواہد

پہلا

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام ع ۸ پ ۷) ترجمہ۔ اور تیری قوم نے اسے جھٹلایا ہے۔ حالانکہ وہ حق ہے۔ کہہ دو میں تمہارا ذمہ دار نہیں بنایا گیا۔ ہر خبر کے ظاہر ہونے کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان لو گے۔

حاصل

یہ ہے کہ تیری قوم نے اس قرآن مجید کو جھٹلایا ہے۔ انہیں کہہ دیجئے میں تمہارا ذمہ وار نہیں ہوں یہ کہ تمہیں بجبراً ہدایت کر دوں۔ اس قرآن مجید کی تکذیب کے باعث جو عذاب الٰہی تم پر آئے گا۔ تم خود ہی اُسے دیکھ لو گے

دوسرا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ (سورۃ النساء ع ۲۱۔ پ ۶۔) ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں ہم بعضوں پر ایمان لائے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک راہ نکالیں۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے کافروں کے کفر کے باعث ان کے لئے عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

تیسرا

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝ — (سورۃ الاعراف ع ۱۹ پ ۹) ترجمہ تحقیق جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا۔ انہیں ان کے رب کی طرف سے غضب اور دنیا کی زندگی میں ذلت پہنچے گی۔

حاصل

یہی نکلا کہ جن لوگوں نے بچھڑے کو خدا مان لیا ہے۔ ان پر اس عمل کے باعث اللہ تعالےٰ کی طرف سے غضب الٰہی نازل ہوگا۔

چوتھا

وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ القصص ع ۹۔ پ ۲۰)۔ اور جو برائی لے کر آیا۔ پس برائیاں کرنے والوں کو وہی سزا ملے گی۔ جو کچھ وہ کرتے تھے۔

حاصل

یہ کہ برائیاں کرنے والوں کو برائیوں کی سزا مل کر رہے گی * اور یہی اطلاع دینی مقصود تھی۔ تاکہ برائیاں کرنے والے غلط فہمی میں نہ رہیں کہ برائیوں کا بدلہ نہیں ملے گا۔

پانچواں

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ حم السجدہ ع ۴ پ ۲۴) ترجمہ۔ پھر ہم ضرور کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور ہم انہیں انکے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔

حاصل

یہی نکلا کہ جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خدا تعالےٰ ہونے کا انکار اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول خدا

ہونے کا انکار کیا کرتے تھے۔ وہ قیامت کے دن ان عقائد باطلہ کے باعث جو اعمال بد کیا کرتے تھے۔ ان کی سزا پائیں گے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

چھٹا

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ۙ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝

(سورۃ ہود ع ۷، پ ۱۲) ترجمہ۔ جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو ان کے آنے سے غمگین ہوا اور دل میں تنگ ہوا اور کہا۔ آج کا دن بڑا سخت ہے اور اس کے پاس اس کی قوم بے اختیار دوڑتی آئی اور یہ لوگ پہلے ہی برے کام کیا کرتے تھے۔ کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں۔ یہ تمہارے لئے پاک ہیں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں۔ انہوں نے کہا البتہ تحقیق تو جانتا ہے۔ کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی غرض نہیں اور تجھے معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ کہا کاش کہ مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کی پناہ جا لیتا۔ فرشتوں نے کہا اے ۴۴

۴۴ لوطؑ بیشک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ تم تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے۔ سو کچھ حصہ رات رہے اپنے لوگوں کو لے نکل اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے۔ مگر تیری عورت کہ اس پر وہی بلا آنیوالی ہے جو انپر آئیگی۔ ان کے وعدے کا وقت صبح ہے۔ کیا صبح کا وقت نزدیک نہیں ہے۔ پھر جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے وہ بستیاں الٹ دیں اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے۔ جنپر تیرے رب کے ہاں سے خاص نشان بھی تھا اور وہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں۔

عبرتناک انجام

حضرت لوط علیہ السلام کی بدمعاش قوم کا انجام کیسا عبرتناک ہوا ہے کہ اپنے وقت کے پیغمبر کی ہدایات پر عمل نہ کیا اور بدکاری سے باز نہیں آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا اور اسی عذاب الٰہی سے وہ بدنصیب قوم ہلاک ہوگئی

اپنی قوم کے لئے تنبیہ

قوم لوطؑ پر پتھر برسانے والا خدا تعالیٰ اب بھی اپنے نافرمانوں پر طرح طرح کے عذاب لانے پر قادر ہے۔ اس لئے اپنی قوم کو مطلع کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ سے ڈریں اور گذشتہ گناہوں سے بچیں۔ اور توبہ کریں اور آئندہ اپنا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف رکھیں۔ جیسے ایک نیکوکار باخدا آدمی کو رکھنا چاہیئے۔ وما علینا الا البلاغ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۵ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

حفظ مراتب گر نہ کنی زندیقی

تین چار جمعہ سے ایک ہی مضمون عرض کرتا رہا ہوں کہ تعلق باللہ اور تعلق بالمخلوق کو درست رکھا جائے۔ مجھے آپ پر اعتماد نہیں ہے کہ وہ سبق حال بن گیا ہوگا۔ جن جن سے تمہارے تعلقات ہیں وہ سب ٹھیک ہو گئے ہوں گے۔ تعلقات بے شمار ہیں۔ مال سے باپ سے بھائیوں سے بہن سے بیوی اور بچوں اور دوسرے رشتہ داروں کے علاوہ حیوانات سے بھی تعلقات ہیں۔ کئی ایسے ہونگے۔ جن کے تعلقات بگڑے ہوئے ہوں گے۔ کوئی والدہ سے ناراض ہے کوئی باپ سے ناراض ہوگا۔ اور کوئی بیوی سے خفا ہوگا۔ اور کسی کو بھائی بہنوں سے رنجش ہوگی۔ یہ بھی مجھے توقع ہے کہ بعض احباب نے درستی کر لی ہوگی۔ اس

اجتماع کا مقصد

یہی ہے کہ تعلقات کی اصلاح ہو جائے اس اجتماع میں اللہ تعالےٰ کی رحمت شامل حال ہو۔ اگر جیتے جی اس جہان میں اصلاح نہ ہوئی تو قبر میں جوتے کھا کر اصلاح کرنی پڑے گی۔ اگر ایمان سلامت ہے کفر نہیں ہے اور شرک نہیں ہے تو عذاب قبر سے سزا بھگتنے کے بعد نجات ہو جائیگی۔ کسی کو چھ ماہ۔ کسی کو ایک سال۔ کسی کو پچاس برس۔ کسی کو سو برس اور کسی کو ہزار سال عذاب قبر کی سزا بھگت کر اصلاح ہوگی۔ اگر دنیا میں اصلاح ہو گئی تو یہ سستا سودا ہے۔ عام لوگوں کی اصلاح حال بھی نہیں ہے۔ اور اصلاح قال بھی نہیں ہے۔

تزکیہ کا مطلب

یہ ہے کہ خدا تعالےٰ سے تعلق مرنے سے پہلے ٹھیک ہو جائے اور دنیا والوں سے بھی اگر تعلقات خراب ہیں تو انکی بھی اصلاح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سب سے تعلقات درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا میں میرے کہنے پر عمل کرو گے۔ تو انشاء اللہ یہاں اصلاح ہو جائے گی۔ توجہ دلانا بھی منصب خاص ہے جو ہر شخص ادا نہیں کر سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ کا تزکیہ

نفس وہبا ہو جاتا تھا اور اب کسبًا کرنا پڑتا ہے۔ آج نیا مضمون یہ ہے۔

حفظ مراتب گر نہ کنی زندیقی

حقوق کی فہرست۔ ۱۔ خدا تعالےٰ کے حقوق ۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ۳۔ ماں باپ کے حقوق۔ ۴۔ بھائی بہنوں کے حقوق۔ ۵۔ بیوی بچوں کے حقوق۔ ۶۔ رشتہ داروں کے حقوق تمہارے ذمہ ہیں سب کے حقوق پورے کرو۔

اگر ایک آدمی ماں باپ بھائی بہن بیوی بچوں کو خوش رکھتا ہے سب کو خوب کھلاتا پلاتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا تو اس کا خدا تعالےٰ سے تعلق خراب ہے۔ وہ سیدھا دوزخ میں جائیگا بے ایمان ہو کر مریگا۔ مرنے کے بعد پہلے سزا بھگت کر بعد میں جزا ملے گی۔ نمبر اول اللہ تعالےٰ کے حقوق ہیں اور نمبر دوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ہیں۔ نمبر سوم والدین کے حقوق ہیں۔ اور اسکے بعد بھائی بہن اور بیوی بچوں کے حقوق ہیں۔ غرض یہ ہے کہ جس کسی کو بھی ناراض کروگے۔ اس کی سزا بھگتوگے۔ اگر بیوی بچوں کو خوش رکھا۔ اور ان کے حقوق پورے کیئے۔ لیکن بوڑھی ماں کا خیال نہ کیا۔ ماں دکھیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے پاس جب بوڑھی ماں دکھ بھری کہانی پیش کرتی ہے تو خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ فارسی شعر

چو عضو بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

اگر جسم میں بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر پھنسی نکل آئے تو سارے جسم میں تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی بھی رشتہ دار کو ستایا تو ضرور سزا پاؤگے۔ اگر دنیا میں تعلق باللہ اور تعلق بالمخلوق درست کر لیا تو ٹھیک ہے۔ ورنہ قبر میں سزا پاؤگے۔

گزشتہ ہفتوں میں حفاظت حقوق عنوان تھا اب حفظ مراتب کا سبق ہے۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ اس سے پہلے سبق آپ کو پک گئے ہونگے صرف خوف خدا سے سبق پکتا ہے۔ جیسے آم اور خربوزے جو آج کل آپ کھا رہے ہیں۔ گرمی کی برکت سے پکتے ہیں۔ ایک خوف خدا دل میں آئے تو یہ ٹھیک رہتا ہے ورنہ گدھے سے بدتر ہے۔ گدھا تم سے اچھا ہے۔ ڈبل ڈیوٹی دے رہا ہے۔ مالک حقیقی کا ذکر کر رہا ہے اور مالک مجازی کے بوجھ ڈھو رہا ہے۔ اگر تمہیں خدا تعالیٰ باطن کی آنکھیں دے تو تمہیں دکھائی دے۔ گدھا ذاکر ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵ آیت ۴۵۔ (ترجمہ اور ایسی کوئی چیز نہیں جو اسکی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم اسکی تسبیح کو نہیں سمجھتے) ۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے میرے بزرگوں کو جنکی خدمت میں چالیس برس رہنے کے بعد یہ آنکھیں کھلی ہیں۔ میں نے چالیس سال میں یہ فن سیکھا ہے اگر شوق ہو تو میرے پاس آکر چار سال بیٹھ جاؤ۔ اللہ اللہ کرنا سکھاؤنگا اور اس نام کی برکت سے آپ کو یہ نور حاصل ہو جائیگا میں گسٹ کر کے حلال کھلاؤنگا۔ حرام کھاؤ اور تزکیہ نفس ہو سو

این خیال است ومحال است وجنوں

بیوی کو چار سال کا خرچ دے کر میرے پاس آکر رہو اور اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر کھاؤ گسٹ میں کرونگا لاہور میں اکثر جنٹلمین ایم اے اور بی اے ہیں خدا کے معاملہ میں اندھے ہیں اور حرام کھاتے ہیں الا ماشاءاللہ یہ واقعات عرض کر رہا ہوں لاہور میں اکثر چیزیں حرام ہیں۔ مثلاً ایک قصاب گوشت بیچتا ہے اور بکری چوری کی ہے۔ بظاہر تو بکری کا گوشت حلال ہے۔ مگر حقیقت میں حرام ہوگا۔ تمہیں یہ تمیز نہیں ہے

آج میں حفظ مراتب کے متعلق عرض کر رہا ہوں کہ سب کے حقوق کی نگہداشت رکھو۔ کئی ایسے ہیں۔ جن سے ماں باپ تو راضی ہیں مگر خدا ناراض ہے۔ کیونکہ تنخواہ تو لا کر ماں باپ کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ بیوی کے حقوق بھی پورے کرتے ہیں۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور کئی ایسے بھی ہیں کہ نمازیں خوب پڑھتے ہیں لیکن حقوق العباد پورے طور پر نہیں نبھاتے۔ انگریزی تعلیم نے دل دماغ بگاڑ رکھا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ

شیطان بصورت انگریز ہندوستان میں آیا

اس نے مسلمانوں کو بے ایمان بنایا۔ انگریز کے زمانہ میں پرائمری سے لے کر ایم اے تک کسی کورس میں کلمہ تھا؟ انگریز بے ایمان نے کسی کورس میں تمہیں نماز سکھائی؟ انگریز تعلیم یافتہ کی ڈگری دے کر تمہیں چلا گیا۔ پڑھے تعلیم یافتہ ہیں مگر قرآن ناظرہ نہیں آتا۔ فارسی شعر

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند
ابدالدہر کہ در جہل مرکب بماند

اکثر تعلیم یافتہ کے سامنے قرآن وید اور گرنتھ تینوں کتابیں رکھ دی جائیں تو وہ ان میں سے کسی کتاب کو بھی پڑھ نہیں سکتے۔ پتہ لگے گا قبر میں جب پوچھا جائے گا۔ مَنْ رَّبُّكَ مَا دِيْنُكَ۔ مَا هٰذَا الرَّجُلُ بُعِثَ فِيْكُمْ تمہارا رب کون ہے۔ تمہارا دین کیا ہے اور اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ جسے میں نے پیغمبر بنا کر تمہاری طرف بھیجا تھا۔ پھر وہاں کہے گا۔ ہائے ہائے لَا اَدْرِیْ۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ اے شیطان تو بڑا لعین ہے سب کو گمراہ کر رکھا ہے۔ تنخواہ کے لالچ میں انگریز کی لپیٹ میں کون آیا تم یا مولوی تم تو انگریز کے مقرب تھے۔ علماء حق ہندوستان میں اسلام کی حمایت میں جیلوں میں رہے اور تم ڈانس کھیلتے ہو اپنی بیویوں کا تبادلہ کرتے ہو شراب پیتے ہو۔ ہوش کرو بیہوش ہو کر نہ مرو۔ یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تم برائی سے بچو اور نیکی کرو۔ نیک وہ نہیں ہے جو کما کر تنخواہ لاکر ماں باپ کو دیدے اور خدا کی بندگی بالکل نہ کرے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد نہ نبھانے کا نام ہے تزکیہ نفس۔

ہر مجلس میں بعض آدمی نئے ہوتے ہیں اس لئے بعض واقعات کو دہرانا پڑتا ہے۔ ایک مرتبہ سریاں اوجھریاں والے بازار سے کشمیری بازار کی طرف آرہا تھا کہ ایک بزرگ تھڑے پر بیٹھے تھے۔ میری کلائی سے پکڑ کر فرمایا تشریف رکھیے میں بھی اسی دروازہ کا غلام ہوں۔ جس کے آپ ہیں میں سمجھا میرے پیر بھائی ہیں انکو خوشبو آئی ہے۔ میرا ہمجنس ہے۔ بیٹھتے ہی فرمایا مولوی صاحب یہاں بیٹھا رہتا ہوں۔ کوئی کتا نظر آتا ہے کوئی سؤر نظر آتا ہے۔ اسی طرح ایک بزرگ بھی کبھی کبھی مجھے زیارت کرانے کیلئے تشریف لایا کرتے تھے۔ انہوں نے بھی یہی فرمایا آپ کے پاس آتا ہوں راستہ میں کوئی کتا نظر آتا ہے کوئی سؤر نظر آتا ہے جیسے عمل کروگے ویسی ہی صورت بنے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ آدمی بن کر مرو مجھے خبریں پہنچتی ہیں میاں بیوی حلوہ پوری اور پوڑے کھاتے ہیں۔ اور بوڑھی ماں دیکھتی رہتی ہے۔ مگر کہتی کچھ نہیں۔ لعنتیں بھیجتی ہے۔ شیطان ایسا لعین ہے کہتا ہے یارا اکٹھے چلیں گے جہنم میں۔ کتنے جنٹلمین ہیں جو نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں۔ کیا انگریز نے ذوی الحقوق بتائے ہیں یا جرمنی نے ذوی الحقوق بتائے ہیں۔ میں تعلیم کا مخالف نہیں ہوں۔ بے شک امریکہ میں جاکر تعلیم پاؤ۔ وہ تعلیم خدا رسیدہ ہونے کا ذریعہ نہیں ہے۔ ڈگریاں روٹی کمانے کا ذریعہ ٹھیک ہیں۔ یہ تمہیں کس نے بتایا ہے کس غلط فہمی میں مبتلا ہو اور تمہارے ماں باپ بھی غلط فہمی میں مبتلا ہیں میں کہتا ہوں کہ اعزازی ڈگریاں ذریعہ نجات نہیں ہیں۔ روٹی کمانے کا ذریعہ ہیں۔ تعلیم جدید قرب الی اللہ کا ذریعہ نہیں ہے۔ میں کلمہ حق کہونگا جو میری بات مانیں گے کانٹا بدل جائیگا۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی تزکیہ نفس کی توفیق عطا فرمائے اور سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ سب مرحوم ومغفور ہو کر جائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اسکے بعد رسول اللہ کو راضی کریں پھر ماں باپ کو بھائی بہنوں کو اور پھر بیوی بچوں کو راضی رکھیں۔ اگر ماں کے پیٹ میں آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سمجھا دیتا کہ دنیا میں یہ ذمہ داریاں نبھانی ہونگی۔ تو شائد کوئی بھی دنیا میں آنے کیلئے تیار نہ ہوتا مگر اب آچکے ہیں تو سب ذمہ داریوں کو نبھانا ضروری ہے۔ وما علینا الا البلاغ ٭

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب (ٹھٹھہ)

انسان

(۲)

انسان کی کوشش

(۱) یٰاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰی رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ ۚ (الانشقاق آیت ۶)

(ترجمہ) اے انسان! تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے۔ پھر اس سے جا ملے گا۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ:۔

"یعنی رب تک پہنچنے سے پہلے ہر آدمی اپنی استعداد کے موافق مختلف قسم کی جدوجہد کرتا ہے۔ کوئی اس کی طاعت میں محنت و مشقت اُٹھاتا ہے۔ کوئی بدی اور نافرمانی میں جان کھپاتا ہے۔ پھر خیر کی جانب میں ہو یا شر کی، طرح طرح کی تکلیفیں سہہ سہہ کر آخر پروردگار سے ملتا ہے اور اپنے اعمال کے نتائج سے دوچار ہوتا ہے۔"

حاصل کلام جن بندوں کو اللہ تعالےٰ سے ملنے کی خواہش ہے۔ اور اس پاک جذبے کے ماتحت وہ نیک کام کر رہے ہیں اور ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں۔ ان کی کوشش ضرور کامیاب ہوگی۔

(۲) وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۙ وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ۝

(النجم۔ آیت ۳۹ — ۴۰)

(ترجمہ) اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے۔ جو کرتا ہے۔ اور یہ کہ اس کی کوشش جلد دیکھی جائے گی۔

حضرت شیخ التفسیر مولنا احمد علی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں "ہر شخص اپنی کوشش کی جزا پائے گا اور اس کی سعی کا اللہ تعالےٰ ملاحظہ فرمائے گا۔"

پشیمان انسان

جزا و سزا کے لئے قیامت کا دن مقرر ہے انسان کو چاہیئے کہ اپنی آخرت سنوارنے کی فکر میں ہر وقت لگا رہے۔ تاکہ اس دن اسے اپنے خالق اور اس کی مخلوق کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

(۱) لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۙ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۙ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ۝ بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۚ (القیامہ آیت ۱-۵)

(ترجمہ) قیامت کے دن کی قسم ہے۔ اور پشیمان ہونے والے شخص کی قسم ہے۔ کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے۔ ہاں ہم تو اس پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں۔ بلکہ انسان تو چاہتا ہے کہ آئندہ بھی نافرمانی کرتا رہے۔

حاصل کلام قیامت ضرور آئے گی اس دن انسان نیکیاں کم کرنے، اور برائیاں کرنے پر پشیمان ہوگا۔ مگر جب تک زندہ ہے۔ انسان اس حقیقت سے غافل رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس پر کوئی شرعی پابندیاں نہ ہوں اور جو جی میں آئے کرتا رہے۔

(۲) اس دن انسان کو بھاگ جانے کی کہیں جگہ نہ ملے گی۔ کوئی پناہ کی جگہ بھی نہ ہوگی

یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ۚ كَلَّا لَا وَزَرَ ۭ (القیامۃ آیت ۱۰-۱۱)

(ترجمہ) اس دن انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے۔ ہرگز نہیں کہیں پناہ نہیں۔

حاصل کلام، انسان کو چاہیئے کہ اس دن کے لئے آج ہی فکر کرلے۔ اور ابھی سے اس دن کی تیاری شروع کر دے۔

(۳) یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۭ

(ترجمہ) اس دن انسان کو بتلایا جائے گا۔ کہ وہ کیا لایا اور کیا چھوڑ آیا۔

اس دن انسان کو اگلی پچھلی سب باتیں بتلا دی جائیں گی انسان کا مستقبل یہ ہے۔ جس کی اسے فکر کرنی چاہیئے۔ تعلق باللہ درست رکھنا چاہیئے۔ اپنی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق بسر کرنی چاہیئے — تاکہ قیامت کی باز پرس سے بچ سکے۔

(۴) بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ۙ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ ۭ (القیامہ آیت ۱۴-۱۵)

(ترجمہ) بلکہ انسان اپنے اوپر خود شاہد ہے گو وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔ اس دن جھوٹے بہانے کچھ کام نہ آئیں گے۔

(۵) یَوْمَ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰی ۙ وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰی ۝ (النزعت آیت ۳۵-۳۶)

(ترجمہ) جس دن انسان اپنے کیئے کو یاد کریگا۔ اور ہر دیکھنے والے کیلئے دوزخ سامنے لائی جائے گی۔

ہر انسان اس دن اپنے بھلے بُرے اعمال یاد کریگا انسان کی تمام کوششیں اسکے سامنے آجائیں گی۔

(۶) كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ۭ

(بنی اسرائیل ایت ۱۳-۱۴)

(ترجمہ) اور ہم نے ہر آدمی کا نامہ اعمال اس کی گردن کے ساتھ لگا دیا ہے۔ اور قیامت کے دن ہم اس کا نامہ اعمال نکال کر سامنے کر دیں گے۔ اپنا نامہ اعمال پڑھ لے آج اپنا حساب لینے کے لئے تو ہی کافی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اے ابن آدم تیرے دائیں بائیں فرشتے بیٹھے ہیں صحیفے کھلے رکھے ہیں۔ داہنی جانب والا نیکیاں اور بائیں طرف والا بدیاں لکھ رہا ہے۔ اب تجھے اختیار ہے۔ نیکی کر یا بدی کر۔ یاد رکھ! تیرے مرنے پر یہ دفتر لپیٹ دیئے جائیں گے۔"

(ابن کثیرؒ)

(۷) اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ (الزلزال آیت ۱ تا ۳)

(ترجمہ) جب زمین بڑے زور سے ہلا دی جائے گی۔ اور زمین اپنے بوجھ نکال پھینکے گی۔ اور انسان کہے گا اس کو کیا ہوگیا۔

مگر بدنصیب انسان شیطان کے فریب میں آکر قیامت کا انکار کر دیتا ہے۔ یوم حساب کی فکر دل سے بھلا دیتا ہے۔

(۸) وَیَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا ۝ اَوَلَا یَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَكُ شَیْـًٔا ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّیٰطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِیًّا ۝ (مریم۔ آیت ۶۷-۶۸)

(ترجمہ) اور انسان کہتا ہے جب میں مرجاؤنگا تو کیا پھر زندہ کرکے نکالا جاؤنگا۔ کیا انسان کو یاد نہیں کہ اس سے پہلے ہم نے اسے بنایا تھا، اور وہ کوئی چیز نہ تھا۔ سو تیرے رب کی قسم ہے، ہم انھیں اور ان کے شیطانوں کو ضرور جمع کریں گے۔ پھر ہم انھیں گھٹنوں پر گرے ہوئے دوزخ کے گرد حاضر کریں گے۔

مارے دہشت کے کھڑے سے گر پڑیں گے

اور چین سے بیٹھ نہ سکیں گے۔ یہی ہوا گھٹنوں پر گرنا۔" (موضح القرآن)

شیطان کی چال میں آنیوالا انسان

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْۤءٌ مِّنْكَ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الحشر۔ آیت ۱۶)

(ترجمہ) (اور) مثال شیطان کی سی ہے کہ وہ آدمی کو کہتا ہے کہ منکر ہو جا۔ پھر جب وہ منکر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے بے شک میں تم سے بری ہوں، کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے۔

"یعنی شیطان اول انسان کو کفر و معصیت پر ابھارتا ہے۔ جب انسان دام اغواء میں پھنس جاتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ میں تجھ سے الگ اور تیرے کام سے بیزار ہوں مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے (یہ کہنا بھی ریاء اور مکاری سے ہوگا) نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود بھی دوزخ کا کندہ بنا اور اسے بھی بنایا۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں کہ "شیطان آخرت میں یہ بات کہے گا۔ اور 'بدر' کے دن بھی ایک کافر کی صورت میں لوگوں کو لڑواتا تھا، جب فرشتے نظر آئے تو بھاگا۔ جس کا ذکر سورۂ انفال میں گزر چکا ہے۔ الخ" (حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح)

مشرک انسان

انسان صحیح مرکز اور مقصدِ حیات سے دُور سے دُور تر چلا جاتا ہے۔ جب وہ کفر و شرک میں پھنس جاتا ہے۔ افسوس اُسے کیا کرنا تھا اور کیا کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ اپنے پیدا کرنے والے کی انتہائی درجہ کی ناشکری ہے۔

(۱) وَهُوَ الَّذِيْۤ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۝ (الحج آیت ۶۶)

(ترجمہ) اور وہ وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں مارے گا، پھر تمھیں زندہ کریگا بے شک انسان البتہ بڑا ہی ناشکرا ہے۔

"یعنی اس کا حق نہیں مانتا" (موضح القرآن)

(۲) وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (الزخرف۔ آیت ۱۵)

(ترجمہ) اور لوگوں نے اس کے بندوں کو اس کی اولاد بنا دیا۔ بے شک انسان صریح ناشکرا ہے۔

بجائے شکر گزار بننے کے انسان اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایسی گستاخیاں کرنے لگا۔ حالانکہ اللہ ایک ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں۔ وہ سب کا خالق ہے۔ ہم سب اس کے بندے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ عبدیت کا حق پوری طرح ادا کریں۔

بے قدرا انسان

اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی کے لئے "قرآن کریم" نازل فرمایا۔ جس پر عمل کئے بغیر عبدیت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ مگر انسان اس کی بھی قدر نہیں کرتا۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ۝ (عبس آیت ۱۷)

(ترجمہ) انسان پر خدا کی مار وہ کیسا ناشکرا ہے

افسوس انسان قرآن کریم جیسی عظیم الشان نعمت، جو عبدیت کا مکمل کورس ہے، کی قدر نہیں کرتا۔ حالانکہ قرآن مجید اسے بلندی پر پہنچانے والا ہے۔

زیاں کار انسان

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر۔ آیت ۱ تا ۳)

(ترجمہ) زمانہ کی قسم ہے بے شک انسان گھاٹے میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے

حاصل

یہ نکلا کہ زیاں سے بچنے کے لئے انسان کو چار باتوں کی پابندی لازمی ہے۔ وہ باتیں یہ ہیں:-

(۱) ایمان لانا:-

یہ بنیادی اصول ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ پر یقین لاؤ۔ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے۔ اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی تھی۔ اور جو کوئی اللہ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا۔ اور اس کے رسولوں کا۔ اور قیامت کے دن کا، تو وہ شخص بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔

(النساء آیت ۱۳۶)

حاصل کلام ایمان دار کو چاہیئے کہ (۱) اللہ تعالیٰ کو مانے، ایمان باللہ کے بعد اس کے جملہ اوامر و نواہی پر عمل کرنا اس کے ذمے فرض عین ہے!

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں، کی رسالت پر ایمان رکھے۔ ایمان بالرسالت کے بعد اس کا ہر قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہونا چاہیئے۔

(۳) قرآن مجید پر ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب انسانوں کے لئے آخری اور قیامت تک واجب العمل نازل شدہ قانون ہے۔ جس پر عمل کرنے سے ہی انسان دونوں جہانوں میں کامیاب ہوگا۔

(۴) جو کتابیں پہلے حضرات انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں ان پر ایمان رکھے۔

(۵) فرشتوں پر ایمان لانا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔

(۶) تمام حضرات انبیاء اور رسولوں (علیہم السلام) پر ایمان لائے۔

(۷) قیامت کے دن کو برحق جانے۔ جس دن سب مخلوق دوبارہ زندہ ہو کر میدان حشر میں اللہ کے حضور میں حاضر ہوگی، اچھے اور بُرے اعمال وزن کئے جائیں گے، جنت یا جہنم میں جانا پڑیگا

(۲) عمل صالح یعنے نیک کام کرنا:-

یعنی زندگی قال اللہ و قال الرسول کے سانچے میں ڈھالے ـــــ عمل صالح وہ عمل ہے۔ جس کے کرنے میں اللہ کی رضا مطلوب ہو۔ اور وہ اسوۂ حسنہ کے مطابق ہو۔ عمل صالح بجا لا کر انسان کو اپنے ایمان لانے کا عملی ثبوت دینا ہوگا۔ اور اس کے قول اور فعل میں یکسانیت ہونی چاہیئے

(۳) سچے دین کی دوسروں کو تاکید کرنا:-

یعنی ہر ایمان دار بنی نوع انسان کا بھی خواہ ہے اس کی یہی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب بندے سچے اور پکے مسلمان ہو کر رہیں ان سب کی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق بسر ہو، جس طرح وہ ایمان اور عمل صالح دو اصولوں پر خود چل رہا ہے ہر ممکن کوشش سے وہ دوسروں کو بھی انھیں اصولوں پر چلانا چاہتا ہے۔ خود نیک کردار ہے۔ دوسروں کو بھی با اخلاق بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ بقول حضرت عثمانی رح "تیسرے محض اپنی انفرادی اصلاح و فلاح پر قناعت نہ کرے۔ بلکہ قوم و ملت کے اجتماعی مفاد کو مدنظر رکھے جب دو مسلمان ملیں ایک دوسرے کو اپنے قول و فعل سے سچے دین اور ہر معاملہ میں سچائی اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہیں۔"

(۴) تحمل و صبر کی تاکید کرنا:-

اس راستہ میں جس قدر مشکلات پیش آئیں۔ ان کو ہمت سے برداشت کرنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی مشکل انھیں سچائی اور نیکی کے راستے سے نہ ہٹا سکے۔

سرکش انسان

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰۤى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۙ (العلق آیت ۵ تا ۸)

(ترجمہ) انسان کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا ہرگز نہیں بے شک آدمی سرکش ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب بی اے بی ٹی لدھیانوی (شیخوپورہ)

خداوند عزوجلّ کی عظمت و جلال کبریائی

اَللّٰھُمَّ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔ اے اللہ! میں تیری تعریف شمار نہیں کر سکتا جیسا کہ تو نے اپنی تعریف بیان کی ہے۔ اگر تمام دنیا کے درختوں کو تراش کر قلمیں بنا لیں اور موجودہ سمندروں کی سیاہی تیار کی جائے۔ پھر پیچھے سے سات سمندر اور اس کی امداد پر آ جائیں۔ اور فرض کرو تمام مخلوق اپنی اپنی بساط کے موافق لکھنا شروع کرے تب بھی ان باتوں کو لکھ کر تمام نہ کر سکیں گے جو حق تعالےٰ کے کمالات اور عظمت و جلال کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ لکھنے والوں کی عمریں تمام ہو جائیں قلمیں گھس گھس کر ٹوٹ جائیں۔ سیاہی ختم ہو جائے گی پر اللہ کی تعریفیں اور اس کی خوبیاں ختم نہ ہوں گی۔ بھلا محدود و متناہی (ختم ہونے والی) قوتوں سے لامحدود اور غیر متناہی کا سرانجام کیونکر ہو۔

(۱) وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ پ ۲۱ ع ۱۲۔

(ترجمہ) اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں قلم ہوں اور سمندر اس کی سیاہی ہو۔ اس کے پیچھے سات سمندر اور ہوں۔ پھر بھی اللہ کی باتیں تمام نہ ہوں گی۔ بے شک اللہ زبردست اور حکمتوں والا ہے۔

(۲) قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا ۝ پ ۱۶ ع ۳۔

(ترجمہ) تو کہہ۔ اگر دریا سیاہی ہو کہ میرے رب کی باتیں لکھے۔ بے شک دریا خرچ ہو چکے ابھی میرے رب کی باتیں پوری نہ ہوں اور اگرچہ دوسرا بھی ہم ویسا ہی اس کی مدد کو لائیں (مطلب) اللہ تعالیٰ کی حکمت کی باتیں بے انتہا ہیں جو تمہارے ظرف و استعداد اور ضرورت کے لائق بتلائی گئیں حق تعالیٰ کی معلومات میں سے اتنی بھی نہیں۔ جتنا سمندر میں سے ایک قطرہ، فرض کرو کہ اگر پورے سمندر کا پانی سیاہی بن جائے جس سے خدا کی باتیں لکھنی شروع کی جائیں۔ اس کے بعد دوسرا اور تیسرا ویسا ہی سمندر اس میں شامل کرتے رہو تو سمندر ختم ہو جائیں گے پر خدا کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ یہیں سے سمجھ لو کہ قرآن اور دوسری آسمانی کتابوں کے ذریعہ سے خواہ کتنا ہی وسیع علم بڑی سے بڑی مقدار میں کسی کو دیا جائے۔ علم الٰہی کے سامنے وہ بھی قلیل ہے۔ گو فی حد ذاتہٖ اُسے کثیر کہہ سکیں (حاشیہ شیخ الاسلامؒ)

قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ اس میں انسان کی سعادت و نحوست اس قدر مشرح بیان کی گئی ہے کہ جس کو کوئی سمندروں کی سیاہی بنا کر بھی لکھے تو سمندر خشک ہو جائیں اور تمام نہ ہوویں۔

بعض مفسرین کَلِمٰتِ رَبِّیْ سے عام مراد لیتے ہیں۔ ان کے شرائع اور عجائب قدرت کا بے انتہا دفتر ہے۔ اس عالم حسّی کی مخلوق پھر عالم ملکوت، اور پھر دار آخرت کے کیفیات پھر عالم لاہوت اور شیون باری تعالےٰ جن کے لکھنے کو ہزار سمندر بھی کافی نہیں کس لئے کہ وہ متناہی اور یہ غیر متناہی۔

اللہ تعالےٰ کے وجود اور خالق ہونے کا اور نیز قادر و مالک آسمان و زمین ہونے کا فطری طور پر ایسا علم ہے کہ اگر تو ان سے دریافت کرے گا کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا ہے تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ اس میں کسی کی بھی شرکت نہ بتلائیں گے۔ الحمد للہ کہ وہ ملزم تو ہوئے۔ اور لاچار ہو کر ایسی بات کے قائل ہو گئے کہ ان کے اعتقاد فاسد کے برخلاف ہے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں ان کا حصہ ہی نہیں۔ آسمان اور زمین کے اندر کی چیزیں بھی اللہ ہی کی ہیں۔ ان میں بھی کوئی حصہ نہیں۔ پھر اللہ کی عبادت اور ستائش نہیں کرتے اللہ کو کچھ پرواہ نہیں۔ اس کی تعریف خود بخود ہو رہی ہے۔ اس کی قدرت و کبریائی کا حال تو معلوم ہو گیا۔ اب اس کے علم اور دیگر صفات و شیون کا حال سنو کہ دنیا بھر کے تمام درختوں کے قلم بنائے جائیں اور سات سمندروں کو سیاہی بنا کر اس کے اوصاف، شیون اور معلومات کو لکھا جائے تو وہ کم ہو جائیں گے۔ مگر وہ کلمات کہ جن سے اس کے معلومات اور شیون کو تعبیر کیا جائے۔ ہرگز کم نہ ہوں گے۔ الغرض بے انتہا علم و قدرت رکھتا ہے۔

(۳) قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ۝ پ ۱۵ ع ۱۲

(ترجمہ) اور کہہ۔ سب تعریفیں اللہ کو جو اولاد نہیں رکھتا اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا ساجھی اور نہ کوئی ذلّت کے وقت اس کا مددگار۔ اور اس کی بڑائی کر بڑا جان کر۔

تشریح۔ ساری خوبیاں اور تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو اپنی ہر صفت و کمال میں یگانہ ہے۔ اور ہر قسم کے عیب و قصور اور نقص و فتور سے بکلّی منزّہ ہے۔ اس کی ذات میں کسی طرح کی کمزوری نہیں جس کی تلافی کے لئے دوسرے کی حاجت، دوسرے سے مدد لینے میں تین احتمال ہو سکتے ہیں۔ چھوٹے سے مدد لی جائے جیسے باپ اولاد سے لیتا ہے یا مساوی سے جیسے ایک شریک کو دوسرے شریک سے مدد پہنچتی ہے۔ یا بڑے سے، جس طرح کمزور آدمی ذلّت و مصیبت کے وقت بڑے آدمیوں سے مدد لیتے ہیں۔ اس آیت میں تینوں کی نفی کر دی۔ گویا لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا میں پہلے احتمال کی لَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ میں دوسرے کی اور لَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ میں تیسرے کی نفی کرنے کے بعد کَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا میں اس کی عظمت و کبریائی کی طرف متوجہ فرما دیا۔ یعنی انسان کو چاہیئے کہ حق تعالےٰ کی بڑائی کا زبان و دل سے اقرار کرے اور ہر طرح کی کمزوریوں سے رفیع و برتر سمجھے اور لطف یہ ہے کہ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا میں نصاریٰ کا لَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ میں مشرکین کا، اور لَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ میں ان یہود کا ردّ ہو گیا جن کے یہاں خدا تعالیٰ کشتی میں یعقوبؑ کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا (العیاذ باللہ) حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں۔ کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت۔ یعنی اس پر کبھی ذلّت ہی نہیں کہ مددگار چاہیے۔ بادشاہوں کے ہاں امیر زبر پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے کہ بڑے وقت ان کی رفاقت کئے ہوتے ہیں۔ وہاں یہ قصہ ہی نہیں۔

(۴) تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ پ ۱۶۔ ع ۹

(ترجمہ) ابھی آسمان اس بات سے پھٹ پڑیں اور ٹکڑے ہو جائے زمین، اور گر پڑیں پہاڑ ڈھے کر، اس بات پر کہ پکارتے ہیں رحمٰن کے نام اولاد۔

تشریح:- یہ ایسی بھاری بات کہی گئی اور ایسا سخت گستاخانہ کلمہ منہ سے نکالا گیا جسے سن کر اگر آسمان، زمین اور پہاڑ مارے ہول کے پھٹ پڑیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تو کچھ بعید نہیں اس گستاخی پر اگر غضب الٰہی بھڑک اٹھے تو عالم تہ و بالا ہو جائے اور آسمان و زمین تک کے پرخچے اُڑ جائیں۔ محض اس کا علم مانع ہے کہ ان بیہودگیوں کو دیکھ کر دنیا کو ایک دم تباہ نہیں کرتا۔ جس خداوند قدوس کی توحید پر آسمان، زمین اور پہاڑ غرض ہر علوی و سفلی چیز شہادت دے رہی ہے۔ انسان کی یہ جسارت کہ اس کے لئے اولاد کی احتیاج ثابت کرنے لگے۔ یہ اس کی شان تقدیس و تنزیہ اور کمال غنا کے منافی ہے۔

(۵) لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ٥ الخ پ ۱۶ ع ۱۰

(ترجمہ) اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں، اور ان دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے۔ اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی، اور اس سے بھی چھپی ہوئی کی۔ اللہ ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ اسی کے سب نام خاصے ہیں۔

تشریح:- وہی ایک خدا بلا شرکت غیرے آسمانوں سے زمین تک اور زمین سے تحت الثریٰ تک تمام کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اسی کی تدبیر و انتظام سے کل سلسلے قائم ہیں خداوند عزوجل کا خالق الکل، مالک علی الاطلاق، رحمان قادر مطلق اور صاحب علم محیط ہونا مذکورہ آیات میں بیان ہے فرشتے جو ہمہ وقت اس بارگاہ کے حاضر باش ہیں۔ جب اوپر سے اللہ کا حکم آتا ہے۔ ایسی آواز آتی ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر کھینچی جائے فرشتے دہشت اور خوف و رُعب سے تھرا جاتے ہیں، اور تسبیح کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ جب یہ حالت رفع ہو کر دل کو تسکین ہوئی اور کلام اُتر چکا۔ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کیا حکم ہوا۔ اوپر والے فرشتے نیچے والوں کو درجہ بدرجہ بتلاتے ہیں کہ جو اللہ کی حکمت کے موافق ہے۔

(۵) لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ٥ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلٰئِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ٥

(پ ۳۰ - ع ۲)

(ترجمہ) نہیں قدرت کہ کوئی اس سے بات کرے۔ جس دن کھڑی ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر، کوئی نہیں بولتا۔ مگر جس کو رحمٰن نے حکم دیا۔ اور بولا ٹھیک بات۔

تشریح:- باوجود اس قدر لطف اور رحمت کے عظمت و جلال ایسا ہے کہ کوئی اس کے سامنے لب نہیں ہلا سکتا۔ اس کے دربار میں جو بولے گا اس کے حکم سے بولے گا اور بات بھی وہی کہے گا جو ٹھیک اور معقول ہو۔

(۶) وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ٥ (پ ۳ - ع ۲)

(ترجمہ) اس کی کرسی میں تمام آسمانوں اور زمین کی گنجائش ہے اور ان کا تھامنا اس کو گراں نہیں اور وہی ہے سب سے برتر عظمت والا۔

اس کا علم و قدرت ایسا کامل ہے کہ ایک چیز بھی ایسی نہیں جو اس سے باہر ہو۔ جس کا علم و قدرت ایسا غیر متناہی اور ہمیشہ یکساں رہنے والا ہو۔ اس کو تمام جزئیات عالم کے ضبط رکھنے اور ان کا عوض عطا فرمانے میں کیا دقت ہو سکتی ہے۔

(۷) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الخ (پ ۳۰ ع ۱۲)

(ترجمہ) اپنے رب کے نام کی پاکی بیان کر جو سب سے اوپر ہے۔ جس نے بنایا۔ پھر ٹھیک کیا اور جس نے ٹھہرا دیا۔ پھر راہ بتلائی۔ اور جس نے چارہ نکالا۔ پھر اس کو سیاہ کوڑا کر ڈالا۔

تشریح:- جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو سجدہ میں رکھو۔ اسی لئے سجدہ کی حالت میں اس کو پڑھا جاتا ہے۔ جو چیز بنائی عین حکمت کے موافق بہت ٹھیک بنائی اور بہ اعتبار خواص و صفات اور ان فائدوں کے جو اس چیز سے مقصود ہیں۔ اس کی پیدائش کو درجہ کمال تک پہنچایا اور ایسا معتدل مزاج عطا کیا۔ جس سے وہ منافع و فوائد اس پر مرتب ہو سکیں۔

(۸) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ٥ پ ۲۷ ع ۱۵

(ترجمہ) سو اپنے رب کے نام کی پاکی بول جو سب سے بڑا ہے۔

تشریح:- جس ذات نے ایسی مختلف اور کارآمد چیزیں پیدا کیں اور خالص اپنے فضل و احسان سے ہم کو نفع پہنچایا اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اور منکرین کی گھڑی ہوئی خرافات سے اس کی اور اس کے نام مبارک کی پاکی بیان کرنی چاہیئے۔ تعجب ہے کہ لوگ ایسی کھلی نشانیوں کو دیکھ کر بھی اس کی وحدانیت اور اس کی قدرت کو کماحقہٗ نہیں سمجھتے۔

جلال و جبروت

(۱) أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ٥ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ٥ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ٥ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ٥ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ٥ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ٥ الخ پ ۳۰ ع ۱۴

(ترجمہ) تو نے نہ دیکھا تیرے رب نے عاد کے ساتھ جو ارم میں بڑے ستونوں والے تھے کیا کیا۔ سارے شہروں میں ویسی عمارتیں نہیں بنی تھیں اور ثمود کے ساتھ جنھوں نے پتھروں کو وادی میں تراشا اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا ان پر تیرے رب نے عذاب کا کوڑا پھینکا۔ بیشک تیرا رب گھات میں لگا ہوا ہے۔

(مطلب) ان قوموں نے عیش و دولت اور زور و قوت کے نشہ میں مست ہو کر ملکوں میں خوب اودھم مچایا بڑی بڑی شرارتیں کیں اور ایسا سر اٹھایا گویا ان کے سروں پر کوئی حاکم ہی نہیں۔ ہمیشہ اسی حال میں رہنا ہے۔ کبھی اس ظلم و شرارت کا خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا۔ آخر جب ان کے کفر و تکبر اور جور و ستم کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور مہلت و درگذر کا کوئی موقع باقی نہ رہا۔ دفعۃً خداوند قہار نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ ان کی سب قوت اور بڑائی خاک میں مل گئی اور وہ ساز و سامان کچھ کام نہ آیا۔ حق تعالٰے انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے ذرہ ذرہ احوال و اعمال دیکھتا ہے۔ کوئی حرکت و سکون اس سے مخفی نہیں۔ ہاں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ غافل بندے سمجھتے ہیں کہ بس کوئی دیکھنے والا اور پوچھنے والا نہیں۔ جو چاہو بے دھڑک کئے جاؤ۔ حالانکہ وقت آنے پر ان کا سارا کچا چٹھا کھول دیتا ہے اور ہر ایک سے انھیں کے اعمال کے موافق معاملہ کرتا ہے۔

(۲) إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ٥ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ٥ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ٥ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ٥ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ ٥ پ ۳۰ ع ۱۰

(ترجمہ) بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔ بے شک وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری، اور وہی ہے بخشنے والا اور محبت کرنے والا۔ مالک عرش کا بڑی شان والا، کر ڈالنے والا جو چاہے۔

تشریح:- ظالموں اور مجرموں کو پکڑ کر

اللہ تعالےٰ سخت ترین سزا دیتا ہے ۔ باوجود اس صفت قہاری و سخت گیری کے اس کی بخشش اور محبت کی بھی کوئی حد نہیں ۔ وہ اپنے فرمانبردار بندوں کی خطائیں معاف کرتا ان کے عیب چھپاتا اور طرح طرح کے لطف و کرم اور عنایت و شفقت سے نوازتا ہے اپنے علم و حکمت کے موافق جو کرنا چاہے کچھ دیر نہیں لگتی نہ کوئی روکنے ٹوکنے کا حق رکھتا ہے ۔ بہرحال نہ اس کے انعام پر بندہ کو مغرور ہونا چاہیئے ۔ نہ انتقام سے بیخوف بلکہ ہمیشہ اس کی صفات جلال و جمال دونوں پر نظر رکھے ۔ خوف کے ساتھ رجا اور رجا کے ساتھ خوف کو دل سے زائل نہ ہونے دے

(۳) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝ پ ۲۷ ع ۱۲۔

(ترجمہ) جو کوئی زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق زبان حال و قال سے اپنی حاجات اسی خدا سے طلب کرتی ہے، کسی کو ایک لمحہ کے لئے اس سے استغنا نہیں اور وہ بھی سب کی حاجت روائی اپنی حکمت سے کرتا ہے ۔ ہر وقت اس کا الگ کام اور ہر روز اس کی نئی شان ہے ۔ کسی کو مارنا، کسی کو زندہ کرنا، کسی کو بیمار کرنا اور کسی کو تندرست کر دینا، کسی کو بڑھانا اور کسی کو گھٹانا، کسی کو دینا اور کسی سے لینا اس کی شانوں میں داخل ہے ۔

(۴) تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ پ ۲۷ ع ۱۳۔

(ترجمہ) تیرے رب کے نام کو بڑی برکت ہے جو بڑائی والا اور عظمت والا ہے ۔

وہ رب جس نے اپنے وفاداروں پر ایسے احسان و انعام فرمائے اور غور کرو تو تمام نعمتوں میں اصلی خوبی اسی کے نام پاک کی برکت سے ہے اور اسی کا نام لینے سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں ۔ پھر سمجھ لو جس کے نام میں اس قدر برکت ہے ۔ مسمّٰی میں کیا کچھ ہوگی ۔ جس کا نام ہے خالق الکل ۔

(۵) اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ پ ۲۷ ع ۱۵۔

(ترجمہ) بھلا دیکھو جو پانی تم ٹپکاتے ہو اب تم اس کو بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے ۔

(مطلب) رحم مادر میں نطفہ سے انسان کون بناتا ہے ۔ وہاں تو تمہارا کسی کا ظاہری تصرف بھی نہیں چلتا، پھر ہمارے سوا کون ہے جو پانی کے قطرہ پر ایسی خوبصورت تصویر کھینچتا اور اس میں جان ڈالتا ہے ۔ بہ ظاہر بیج تم زمین میں ڈالتے ہو ۔ لیکن زمین کے اندر اس کی پرورش کرنا ۔ پھر باہر نکال کر ایک لہلہاتی کھیتی بنا دینا کس کا کام ہے ۔ اس کے متعلق تو ظاہری اور سطحی دعوٰے بھی تم نہیں کرسکتے کہ ہماری تیار کی ہوئی ہے ۔ کھیتی پیدا کرنے کے بعد اس کا محفوظ اور باقی رکھنا بھی ہمارا ہی کام ہے ۔ ہم چاہیں تو کوئی آفت بھیج دیں ۔ جس سے ایک دم میں ساری کھیتی تہس نہس ہو کر رہ جائے ۔ پھر تم سر پکڑ کر روؤ اور آپس میں باتیں بنانے لگو کہ میاں ہمارا تو بڑا بھاری نقصان ہو گیا بلکہ سچ پوچھو تو بالکل خالی ہاتھ ہو گئے ۔ بارش بھی ہمارے حکم سے آتی ہے ۔ اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی ہم ہی جمع کرتے ہیں ۔ تم کو کیا قدرت تھی کہ پانی بنا لیتے ۔ یا خوشامد اور زبردستی کر کے بادل سے چھین لیتے ہم چاہیں تو میٹھے پانی کو بدل کر کھاری ۔ کڑوا بنا دیں جو نہ پی سکو ۔ نہ کھیتی کے کام آئے ۔ پھر احسان نہیں مانتے کہ ہم نے میٹھے پانی کے کتنے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے رکھے ہیں

قادر مطلق

(۱) تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ز وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ الخ پ ۲۹ ع ۱

(ترجمہ) بڑی برکت ہے اس کی جس کے ہاتھ میں راج ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ۔ اسی نے موت اور زندگی کو بنایا ۔ تاکہ آزمائے تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے اور وہ زبردست ہے بخشنے والا ۔ اسی نے سات آسمان تہہ بر تہہ بنائے ۔ کیا تو رحمٰن کے بنانے میں کچھ فرق دیکھتا ہے ۔

(۲) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝ پ ۲۹ ع ۲ ۔

(ترجمہ) تو کہہ بھلا دیکھو تو، اگر اللہ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک کر دے ۔ یا ہم پر رحم کرے ۔ پھر کون ہے جو منکروں کو دردناک عذاب سے بچائے ۔ تو کہہ وہی رحمٰن ہے ۔ ہم نے اس کو مانا اور اسی پر بھروسہ کیا سو اب تم جان لوگے کون صریح گمراہی میں پڑا ہے ۔ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی خشک ہو جائے ۔ پھر کون ہے ۔ جو تمہارے پاس نتھرا ہوا پانی لائے ۔

تشریح :۔ اے کافرو! فرض کرو ۔ اگر تمہارے زعم کے موافق میں اور میرے ساتھی دنیا میں سب ہلاک کر دیے جائیں یا ہمارے عقیدہ کے موافق مجھ کو اور میرے رفقاء کو اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے کامیاب اور بامراد کرے ۔ ان دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی ہو مگر تم کو اس سے کیا فائدہ ہے ۔ ہمارا انجام دنیا میں جو کچھ بھی ہو ۔ بہرحال آخرت میں بہتری ہے کہ اس کے راستہ میں جدوجہد کر رہے ہیں لیکن تم اپنی فکر کرو ۔ کہ اس کفر و سرکشی پر جو دردناک عذاب آنا یقینی ہے اس سے کون بچائے گا ۔ ہمارا اندیشہ چھوڑ دو اپنی فکر کرو ۔ کیونکہ کافر کسی طرح بھی خدائی عذاب سے نہیں چھوٹ سکتا ۔

جب ہمارا ایمان اس پر ہے تو ایمان کی بدولت نجات یقینی ہے ۔ اور جب ہم صحیح معنی میں اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں تو ہماری کامیابی یقینی ہے ۔ تم میں دونو چیزیں نہیں، نہ ایمان نہ توکل، پھر تم کیسے بےفکر ہو! زندگی اور ہلاکت کے سب اسباب اسی اللہ کے قبضہ میں ہیں ۔ ایک پانی ہی کو لے لو جس سے ہر چیز کی زندگی ہے ۔ اگر فرض کرو چشموں اور کنوؤں کا پانی خشک ہو کر زمین کے اندر اتر جائے ۔ جیسا اکثر موسم گرما میں پیش آجاتا ہے ۔ تو کس کی قدرت ہے کہ موتی کی طرح کس طرح صاف شفاف پانی اس قدر کثیر مقدار میں مہیا کر دے جو تمہاری زندگی اور بقار کے لئے کافی ہو ۔ لہٰذا ایک مومن متوکل کو اسی خالق الکل اور مالک علی الاطلاق پر بھروسہ کرنا چاہیئے ۔ یہیں سے یہ بھی سمجھ لو کہ جب ہدایت کے سب چشمے خشک ہو چکے اس وقت ہدایت و معرفت کا خشک نہ ہونے والا چشمہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت میں جاری کر دینا بھی اسی رحمٰن مطلق کا کام ہو سکتا ہے، جس نے اپنے فضل و انعام سے تمام جانداروں کی ظاہری اور باطنی زندگی کے سامان پیدا کئے ہیں ۔ اگر بفرض محال چشمہ ختم ہو جائے ۔ جیسا کہ اشقیا کی تمنا ہے تو کون ہے جو مخلوق کے لئے ایسا پاک و صاف نتھرا پانی مہیا کر سکے ۔

فرشتوں کا عجز

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ج رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ط هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ پ ۱۶ ع ۷

(ترجمہ) اور ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب

کے حکم سے، اسی کا ہے جو ہمارے آگے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے بیچ میں ہے - اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے - اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے - سو اسی کی بندگی کرو اور اس کی بندگی پر قائم رہ - کیا تو کسی کو اس کے نام کا پہچانتا ہے؟

تشریح :- ڈرنے کے لائق وہی ذات ہو سکتی ہے جس کے قبضہ میں تمام مکان و زمان ہیں اور جس کے حکم و اجازت کے بغیر بڑے سے بڑا فرشتہ بھی پر نہیں ہلا سکتا - انسان کو چاہیئے کہ اگر وہ جنت کی میراث لینا چاہتا ہے تو فرشتوں کی طرح حکم الٰہی کا مطیع و منقاد بن جائے - کسی کے کہنے سننے کی پرواہ مت کر اپنے دل کو خدا کی بندگی پر جمائے رکھ! جو سارے جہان کا رب ہے اور سب سے نرالی صفات رکھتا ہے۔

اللہ عزّوجل کی کبریائی

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَاۗءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ پ ۲۵ ع ۲۰ -

(ترجمہ) سو اللہ ہی کے واسطے سب خوبی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے - اور سارے جہان کا - اسی کے لئے آسمانوں اور زمین میں بڑائی ہے اور وہی زبردست حکمت والا ہے -

تشریح :- انسان کو چاہیئے کہ اسی ایک پروردگار کی طرف متوجہ ہو اس کے احسانات و انعامات کی قدر کرے - اس کی ہدایات پر چلے سب کو چھوڑ کر اسی کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر رکھے - اور اس کی بزرگی و عظمت کے سامنے ہمیشہ باختیار خود مطیع و منقاد رہے - کبھی سرکشی و تمرد کا خیال دل میں نہ لائے -

حدیث قدسی میں ہے اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ (ترجمہ) کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند ہے - لہٰذا جو کوئی ان دونوں میں سے کسی میں مجھ سے منازعت (جھگڑا) اور کش مکش کرے گا میں اسے اٹھا کر آگ میں پھینک دونگا -

(۲) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ پ ۲۹ ع ۱۵ - اور اپنے رب کی بڑائی بول -

(مطلب) کیونکہ رب کی بڑائی بولنے اور بزرگی و عظمت بیان کرنے ہی سے اس کا خوف دلوں میں پیدا ہوتا ہے - اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تقدیس ہی وہ چیز ہے جس کی معرفت سب اعمال و اخلاق سے پہلے حاصل ہونی چاہیئے بہرحال اس کے کمالات و انعامات پر نظر کرتے ہوئے، نماز میں اور نماز سے باہر اس کی بڑائی کا اقرار و اعلان کرنا تمہارا کام ہے -

(۳) سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ پ ۲۳ ع ۹ -

(ترجمہ) پاک ذات ہے تیرے رب کی - وہ پاک پروردگار ہے - عزت والا - وہ ان باتوں سے پاک ہے جو لوگ بیان کرتے ہیں -

(مطلب) اللہ کی ذات تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور تمام محاسن و کمالات کی جامع ہے، سب خوبیاں اسی کی ذات میں مجتمع ہیں اور انبیاء و رسل پر اس کی طرف سے سلام آتا ہے جو ان کی عظمت و عصمت اور سالم و منصور ہونے کی دلیل ہے -

(۴) هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ - پ ۲۸ ع ۶ -

(ترجمہ) وہ اللہ ہے سوائے اس کے کسی کی بندگی نہیں وہ بادشاہ ہے، پاک ذات ہے، سب عیبوں سے سالم، امان دینے والا، پناہ میں لینے والا، زبردست دباؤ والا، صاحب عظمت، اللہ ان کے شریک بتلانے سے پاک ہے -

اللہ ہی قہار ہے

(۱) ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ پ ۱۲ ع ۱۵ -

(ترجمہ) بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں - یا زبردست اکیلا اللہ!

(مطلب) مختلف انواع و اشکال کے چھوٹے بڑے دیوتا جن پر تم نے خدائی اختیارات تقسیم کر رکھے ہیں ان سے لو لگانا بہتر ہے یا اس اکیلے زبردست خدا سے - جس کو ساری مخلوق پر کلی اختیار اور کامل تصرف و قبضہ حاصل ہے - اور جس کے آگے نہ کسی کا حکم چل سکتا ہے، نہ اختیار، نہ اسے کوئی بھاگ کر ہرا سکتا ہے - نہ مقابلہ کرکے مغلوب کر سکتا ہے - خود سوچ لو سر عبودیت ان میں سے کس کے سامنے جھکانا چاہیئے -

جس حاکم سے سابقہ پڑنے والا ہے - وہ تو وہی اکیلا خدا ہے - جس کے سامنے کوئی چھوٹا بڑا دم نہیں مار سکتا - ہر چیز اس کے آگے دبی ہوئی ہے - آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی کوئی چیز نہیں جو اس کے زیر تصرف نہ ہو - جب تک چاہے ان کو قائم رکھے - جب چاہے توڑ پھوڑ کر برابر کردے - اس عزیز و غالب کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے - اس کے زبردست قبضہ سے نکل کر کون بھاگ سکتا ہے - اور ساتھ ہی اس کی لامحدود رحمت و بخشش کو کس کی مجال ہے کہ محدود کردے -

(۲) لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ پ ۲۴ ع ۷

(ترجمہ) کس کا راج ہے اس دن - اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا -

(مطلب) قیامت کے دن تمام واسطے اور پردے اٹھ جائیں گے - ظاہری اور مجازی رنگ میں بھی کسی کی بادشاہت نہیں ہوگی - اسی اکیلے شاہنشاہ مطلق کا راج ہوگا - جس کے آگے ہر ایک طاقت دبی ہوئی ہے -

انسان

(صفحہ ۱۰ کا بقیہ)

حاصل یہ نکلا کہ جن چیزوں کو انسان نہیں جانتا تھا، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اسے علم عطا فرمایا - اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انسان کو دین فطرت کا سہل راستہ بتا دیا اپنا آخری کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا - اسے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا -

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر آیت ۹)

(ترجمہ) ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے - اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں -

یعنی آئندہ کیلئے کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں رہے گی - قیامت تک قرآن مجید ہی دستور العمل رہیگا - مگر انسان دو حصوں میں بٹ جاتے ہیں (۱) وہ جو اس تعلیم پر چلتے ہیں (۲) وہ جو انسانیت کی حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں - اس کا سبب یہ ہے کہ جب انسان کے پاس چار پیسے جمع ہو جاتے ہیں تو وہ انسانیت کی حدود سے نکلنے لگ جاتا ہے - وہ اپنی جماعت سے مستغنی ہو جاتا ہے -

انسان کو چاہیئے کہ قرآن پاک کی تعلیم سے بہرہ ور ہو - بے پرواہ نہ ہو جائے - مستغنی صرف ذات باری تعالیٰ ہے - جس کے پاس ہر انسان کو جانا ہے - اس وقت وہ اس بے پرواہی کا نتیجہ خود دیکھ لے گا - (باقی)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے!

فضیلتِ شیخین رض

از جناب زوّاری عزیز الرحمٰن خاں صاحب بی۔ اے۔ کراچی

اس پُر آشوب دَور میں جب کہ مادّی عروج ترقی کے زینوں کو تیزی سے طے کر رہا ہے، خلا کے سفر کے امکانات ابہام کی تاریکی سے نکل کر یقین کی روشنی کے سواد تک پہنچ رہے ہیں، دُور دراز مقامات کے درمیانی فاصلے اور مدتوں کی مسافرت اب گھنٹوں کی بات ہو گئے ہیں، کفر و الحاد کے ہاتھوں مذہب کی جو درگت ہوئی ہے اور ہو رہی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ دین میں تفرقہ اندازیاں بڑھ رہی ہیں اور مختلف مکاتبِ خیال.... (SCHOOLS OF THOUGHT) پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ اَن پڑھ لوگ اگر خدا تعالےٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر دوسرے کے بہکانے میں آجائیں تو کوئی عجیب بات نہیں مگر تعلیم یافتہ طبقے کا بہکنا یقیناً عجیب بات ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم،
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

اس آخر الذکر طبقے سے ہمدردی یوں بھی زیادہ ہے کہ اس کے افراد اپنی مادّی ضرورتوں کی تکمیل میں بڑی چھانٹ پھٹک سے کام لیتے ہیں، ہر مُشکل مسئلے کے حل کے لئے اُس کے ماہر (SPECIALIST) کی طرف رجُوع کرتے ہیں مگر دین کی باتوں میں صرف اپنی عقل کو اپنا رہبر بناتے ہیں۔ وہ عقل جو ہنوز ناپختہ کار ہے۔ اقبال نے وہ جو کہا ہے ؎

سمجھ میں نقطۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہئے

اس کے مخاطب ایسے ہی پڑھے لکھے لوگ ہیں جن کے ذہن اور فکر صنم کدوں کی مثال ہیں۔ ان حضرات کی اس نا انصافی پر ہزار افسوس کاش وہ اپنے ضمیر (CONSCIENSE) سے اس ضمن میں بھی مشورہ کرتے اور دین کی صحیح راہ دین کے ماہرین سے رجوع کے بعد اختیار کرتے۔ پھر نہ اتنی تفرقہ اندازیاں ہوتیں اور نہ اتنے مکاتبِ خیال۔

تعلیم یافتہ طبقے میں فضیلتِ شیخین رض (حضرتِ ابوبکر صدیق اور حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما) کے متعلق بڑے غلط خیالات پائے جاتے ہیں۔ دین کی باتوں میں جہد و تلاش کے فقدان کے باعث اہل تشیع حضرات نے اس چور دروازے کا سراغ لگایا اور ناواقفوں میں یہ بات پھیلا دی کہ علاوہ عام اور مشترک نسبتوں کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ چونکہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے چچا زاد بھائی اور داماد بھی تھے۔ لہٰذا خلفاء میں اُن ہی کا مقام اوّل ہے۔ جب ایک شخص، (بلا تحقیق) مان لے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ بلا استثناء تمام صحابہ کرام میں افضل تھے تو لازماً وہ اس نتیجے پر بھی پہنچ جاتا ہے کہ صحابہ کرام نے خلافت کا صحیح انتخاب نہیں کیا۔ ایک حضرت علیؓ ہی نہیں بلکہ جن صحابہ کرام کے آپ سے اختلافات ہوئے۔ اُن کی طرف سے بھی بغض و عداوت اور شیعیت کے دوسرے مبادی بھی ناواقف ذہنوں میں وبا کی طرح پھیلنے لگتے ہیں۔ بہرحال روافض کا پہلا چور دروازہ یہی "عقیدۂ تفضیل" ہے۔ اس عقیدے کی وضاحت اور روافض کے غلط پروپیگنڈے کے بطلان میں ہند و پاک کے جن علمائے کرام و بزرگانِ عظام نے مساعی جمیلہ فرمائی ہیں۔ حضرت احمد الفاروقی السرہندی المعروف بہ حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اُن میں منفرد نظر آتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرتؒ کی سعیٔ مسعود کے معیار کا اندازہ اس سے لگایئے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ جیسے جلیل القدر امام نے اُن کی نگارشات کی شرح تحریر فرمائی ہے۔ حضرتِ مجدّدؒ نے اپنے متعدد مکاتیب میں اس موضوع کی مختلف شقوں پر روشنی ہی نہیں، ڈالی۔ بلکہ سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ جو اس دَور کے عوام کو بالعموم اور مطلق العنان انگریزی تعلیم یافتہ طبقے کو بالخصوص دعوت مطالعہ دیتی ہے کہ وہ اپنی عاقبت درست کریں اور اپنے عزیز تر دین کے متعلق صحیح معلومات حاصل کریں۔ آپ اپنے مکتوب ۱۵ (دفتر دوم) میں ارقام فرماتے ہیں "حضرات شیخین (سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے جیسا کہ اکابر ائمہؒ کی ایک جماعت نے، جس میں سے ایک امام شافعیؒ بھی ہیں، اس کو نقل کیا ہے اور امام ابوالحسن اشعری نے فرمایا ہے کہ... حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ کی افضلیت باقی تمام اُمّت پر قطعی اور غیر مشتبہ ہے۔ حضرت علیؓ سے تواتر کے طور پر ثابت ہے کہ آپ نے اپنی خلافت کے زمانے میں خاص اپنے دار الخلافہ میں اپنے متبعین کی کثیر جماعت کے سامنے اعلان فرمایا کہ حضرتِ ابوبکرؓ اور حضرتِ عمرؓ اُمّت میں افضل ترین ہیں۔ مکتوب ۲۵۱ میں فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے بھی حضرت ابنِ عمرؓ کے حوالے سے روایت[1] کی ہے کہ ہم عہدِ نبوّت میں ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو۔ اُن کے بعد تمام صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور اُن میں سے کسی کو فضیلت نہیں دیتے تھے۔ ابو داؤد کی روایت[2] کے بموجب کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہمارے درمیان اس دُنیا میں رونق افروز تھے تو ہم کہا کرتے تھے کہ اس اُمت میں افضل ترین ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مکتوب ۶۷ دفتر دوم میں حضرتؒ نے فرمایا کہ حضرتِ خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد خلیفۂ مطلق اور امام برحق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ اُن کے بعد حضرت عمر فاروقؓ اُن کے بعد حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور اُن کے بعد حضرت علی ابن ابی طالبؓ۔ ان حضرات کی افضلیّت خلافت کی ترتیب سے ہے۔ حضراتِ شیخین کی افضلیّت صحابہ و تابعین کے اجماع و اتفاق سے ثابت ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فضیلت دے گا۔ وہ مفتری ہے اور میں اُسے تازیانے (کوڑے) کی سزا دُوں گا۔ جس طرح کہ افترا کرنے والوں کو دی جاتی ہے۔

افضلیت شیخین اور حضرات خلفاء اربعہ کے باہمی فرقِ مراتب کے متعلق حضرت امام ربّانی، رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں کہیں "رسمی علوم" اور

---

[1] کما روی البخاری عن ابن عمر قال کُنّا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکرؓ احداً ثم عمرؓ ثم عثمان ثم نترك اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاصل بینهم۔

[2] فی روایۃ لابی داؤد قال کنا نقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعدہٗ ابوبکرؓ ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

"اصطلاحی دلائل" سے ماورا "اسرار و لطائف" کے رنگ میں بھی کلام فرمایا ہے۔ خواجہ محمد اشرف کابلی کے نام ایک مکتوب میں فرمایا کہ حضرتِ صدیق اکبرؓ و حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو اگرچہ کمالات محمدیؐ حاصل ہیں۔ اور یہ حضرات ولایت مصطفوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے درجات اگرچہ طے کر چکے ہیں تاہم انبیاء سابقین میں اُن کو بلحاظ ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اور باعتبار دعوت (جو مقامِ نبوت سے متعلق ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مناسبت اور مشابہت حاصل ہے۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ولایت اور دعوت دونوں میں حضرت نوح علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو ہر دو اعتبار سے (یعنی ولایت اور دعوت) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مناسبت ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰؑ روح اللہ اور کلمۃ اللہ دونوں ہیں اس لئے بہ نسبت جہتِ نبوت کے ان میں جہتِ ولایت غالب ہے۔ اسی مناسبت سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ میں بھی ولایت کی جہت غالب ہے۔

مزید ارشاد ہے کہ حضرتِ صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ علیٰ فرقِ مراتب نبوت محمدیؐ کے بار کے حامل ہیں اور حضرت علی مرتضیٰؓ مناسبت عیسوی اور غلبۂ جانبِ ولایت کی وجہ سے ولایت محمدیؐ کے بار کے حامل ہیں، اور حضرتِ عثمان ذوالنورینؓ اپنی درمیانی حیثیت کی وجہ سے نبوت محمدیؐ اور ولایت محمدیؐ دونوں نسبتوں کے حامل ہیں۔ عین ممکن ہے اس لحاظ سے بھی انہیں ذوالنورین کہتے ہوں۔

حضرت امامؒ نے فرمایا چونکہ حضرت علیؓ پر ولایت محمدیؐ کا اثر غالب ہے اسی لئے اکثر سلاسلِ طریقت اُن ہی سے نسبت رکھتے ہیں۔ بعض عزلت نشین اولیاء ہیں، جن کو صرف کمالات ولایت ہی سے کچھ حصہ ملا ہے (اور کمالاتِ نبوت سے انہیں کوئی مَس نہیں) حضرت علیؓ کے کمالات حضراتِ شیخین کے کمالات سے زیادہ منکشف ہوتے ہیں۔ اگر حضراتِ شیخین پر اہلِ سُنت کا اجماع نہ ہوتا تو ایسے عزلت نشین اولیاء کا کشف حضرتِ علی مرتضیٰ ہی کی افضلیت کا فیصلہ کرتا کیونکہ حضراتِ شیخین کے کمالات انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے مشابہ ہیں اور نہ اِن اولیا کی پہنچ وہاں تک ہے نہ ہی اُن کے کشف کی پرواز بھی اُن "پیغمبرانہ کمالات" تک ہے، بلکہ اس سے نیچے ہی نیچے۔ کمالات ولایت کمالات نبوت کے مقابلے میں ہیچ ہیں بلکہ اوّل الذکر، آخر الذکر تک پہنچنے کے لئے زینہ ہیں۔ اور ان میں مقدمات اور مقاصد یا مبادی اور مطالب کی نسبت ہے۔ عین ممکن ہے یہ گفتگو بعضوں کی ادراک پر گراں گذرے مگر ؎

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند،
آنچہ استاذ ازل گفت ہم می گویم

الحمد للہ سبحانہ والمنۃ کہ میں اس بات میں علماء اہلِ سُنت کی رائے کے موافق اور اُن کے اجماع سے متفق ہوں۔ انہیں جو چیز استدلال سے معلوم ہوئی تھی مجھ پہ اُسے منکشف کر دیا گیا ہے اور جو بات انہیں بالاجمال معلوم ہوئی تھی وہ مجھ پر تفصیل سے ظاہر کر دی گئی ہے۔ اس فقیر کو تو جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت اور آپ کے طفیل میں کمالاتِ مقام نبوت تک پہنچا نہیں دیا گیا اور اُن سے کافی حصّہ بخش نہ دیا گیا کشفی طور پر فضائل شیخین کی اطلاع ہی نہیں دی گئی اور اس بارے میں سوائے تقلید کے کوئی راہ ہی نہیں دکھائی گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (پس حمد ہے اُس اللہ کی جس نے ہمیں اس پر ہدایت دی اور اگر وہ ہدایت نہ فرماتا تو ہم راہ حق تک نہیں پہنچ سکتے تھے)

اس حقیر نظر میں "حضرتؒ نے مزید فرمایا "حضرات شیخین کی شان تمام صحابہ میں سب سے الگ اور بالکل منفرد ہے جس میں کسی کا کوئی ایک بھی شریک نہیں۔ حضرتِ صدیق اکبرؓ تو گویا حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم خانہ ہیں، فرق ہے تو صرف نیچے اور اوپر کی منزل کا۔ (یعنی حضرتِ صدیق اکبرؓ نچلی منزل میں ہیں اور حضرتِ رسالت پناہ بالائی منزل میں) حضرت فاروق اعظمؓ بھی بطفیل حضرت صدیق اکبرؓ اس دولت سے مشرف ہیں۔ بقیہ تمام صحابہ کو آنحضرتؐ کے ساتھ صرف ہمسرائی یا ہم شہر ہونے کی نسبت ہے پھر اولیاء اُمّت کی وہاں کیا پہنچ۔

؎ ایں بسکہ رسد زدور بانگِ جرس

پس جب یہ اربابِ ولایت حضرات شیخین کی منزل سے اتنی دُور ہیں تو اُن کے کمالات تک ان کی رسائی کہاں۔ مزید یہ کہ حضرات شیخین تو وفات کے بعد بھی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے جدا نہیں ہوتے نیز میدانِ حشر میں، جیسا کہ نبی کریمؐ نے ایک حدیث میں خبر دی ہے، اس حال میں ہوں گے کہ ایک جانب حضرت صدیقؓ تو دوسری جانب حضرت فاروقؓ۔ پس اس نزدیکی اور دائمی حضوری کی وجہ سے بھی افضلیت انہیں کو ہے۔

اختتامیہ میں آپ نے فرمایا کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ اہلِ سُنت کے "ضروریات" اور اجماعیات میں سے ہے۔ اس میں اختلاف کرنے والا اہل سُنت سے خارج ہے۔ جیسا کہ مکتوب ۲۲۹ میں ارشاد ہے کہ جو کوئی حضرت علیؓ کو حضرت صدیقؓ سے افضل کہے وہ گروہ اہل سُنت سے خارج ہے حضرات شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرتِ عثمانؓ کی افضلیت اس سے کم درجے کی، تاہم زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ افضلیت حضرت عثمانؓ کے منکر بلکہ افضلیت شیخین کے بھی منکرین کو کافر نہ کہا جائے ہاں اُسے بدعتی اور گمراہ سمجھا جائے۔"

آخر میں ایک انتباہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ صلح کل اور رواداری ذہنیتوں کے نزدیک یہ "تفضیل" کی بحث ہی بے کار ہے اور عبث۔ وہ تمام صحابہ کو برابر سمجھتے ہیں۔ حضرت مجددؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب ۲۶۶ میں فرمایا ہے کہ جو شخص سب کو برابر جانے اور ایک پر دوسرے کی افضلیت کو فضول اور لغو خیال کرے وہ بوالفضول ہے عجب احمق کہ تمام اہلِ حق کے اجماعی مسئلے کو فضول سمجھتا ہے۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

تہجد کی دعا

عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ أَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اُسْتُجِيْبَ لَهٗ فَإِنْ تَوَضَّأَ وَصَلّٰى قُبِلَتْ صَلٰوتُهٗ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو نیند سے بیدار ہو تو یہ دعا مانگے۔ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور پاک ہے اللہ۔ کوئی معبود نہیں اس کے سوا اور اللہ بہت بڑا ہے اور نہیں ہے عبادت پر قوت مگر اس کی مدد سے اور اس کے بعد یہ کہے رب اغفر لی۔ اے اللہ مجھ کو بخش دے۔ یا آپ نے یہ فرمایا کہ پھر دعا کرے قبول کی جائے گی۔ اور وضو کرکے اگر نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔

تہجد کی نماز سے پہلے کا ذکر

عَنْ شُرَيْقٍ الْهَوْزَنِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا بِمَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ إِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ سَأَلْتَنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِيْ عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ إِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ اللّٰهَ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ عَشْرًا وَهَلَّلَ اللّٰهَ عَشْرًا ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ عَشْرًا ثُمَّ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ شریق الہوزنیؓ کہتے ہیں۔ کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تھے تو کس چیز سے شروع کرتے تھے (عبادت کو) عائشہؓ نے کہا کہ تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو آج تک کسی نے مجھ سے دریافت نہیں کی۔ آپؐ جب رات کو بیدار ہوتے تو دس مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ دس مرتبہ الحمدللہ کہتے دس مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ کہتے۔ دس بار سبحان الملک القدوس کہتے اور دس مرتبہ استغفر اللہ کہتے اور دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہتے۔ پھر یہ کہتے۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ دس مرتبہ۔ اس کے بعد نماز (تہجد) پڑھتے۔

بقیہ شذرات صفحہ ۴ سے آگے

شکار نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انتخاب میں کسی نہ کسی افسر پر اعتماد کرنا ہی پڑے گا۔ کیا ووٹنگ میں افسروں اور سرکاری ملازموں کی دھاندلی سے پاکستان کی ناک نہیں کٹی۔

کیا امیدواروں کے کاغذات زبر زیر یا نقطوں کی غلطی سے رد نہیں ہوا کرتے کیا کامیاب امیدوار کو پیٹیشن کی آڑ میں ناکام نہیں کیا جا سکتا اور کیا کسی کامیاب امیدوار یعنی ممبر کا ووٹ خرید لینے سے اس کی کامیابی بے کار بلکہ مضر نہیں کر دی جا سکتی۔ اعتماد تو کسی نہ کسی مرحلہ پر کرنا ہی ہوگا۔ اگر افسر انتخاب نے دیانتداری کا حلف اٹھایا ہو۔ اس کے تقرر میں احتیاط برتی گئی ہو۔ پھر اس پر بھی بیدار حکومت کی نگرانی ہو تو یہ صورت نسبتۃً بہت ہی کم مضر ہے۔

ایک اہم مثال

اس وقت عالم اسلام میں آبادی کے لحاظ سے اول یا دوم نمبر پر انڈونیشیا ہے جہاں کی حکومت باقاعدہ چل رہی ہے۔ اور سچ پوچھیں تو اس نوزائیدہ مملکت میں ملک گیر بغاوت بھی دشمنوں نے کر دی۔ مگر وہاں کی حکومت اس پر غالب آئی اور سب فتنوں کی سرکوبی کرکے دن دونی رات چوگنی شاہراہ ترقی پر گامزن ہے حالانکہ وہاں کا صدر سوئیکارنو نہ ووٹنگ کراتا ہے۔ نہ کسی اور طرح عوامی انتخاب بلکہ وہ ملک میں سے بہترین افراد پر مشتمل پارلیمنٹ خود نامزد کرکے امن و امان سے ملک کو آگے بڑھا رہا ہے۔ ہمارا مطلب صرف یہ ہے کہ ووٹنگ کوئی فرض واجب تو نہیں۔ جسے نئے مفاسد کے باوجود جاری رکھا جائے۔

مقصد ملک سے بہترین افراد مجلس شوریٰ کے لئے منتخب کرنے ہیں علماء دین کے بیان کردہ طریقہ میں یہ مقصد بغیر کسی شر و فساد کے حاصل ہو جاتا ہے نہ اس میں قوم کو جنگ اقتدار کی مشق کرائی جاتی ہے۔ نہ دوسرے مفاسد کا راستہ کھولا جاتا ہے۔

بہر حال علماء کرام کا مجوزہ طریق کار اس قابل ہے کہ ہماری معزز حکومت اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرے۔

و ما علینا الا البلاغ

آپ کے خطوط

از گوجرہ

جناب مولانا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ

ادب سے گزارش ہے کہ ملک میں بڑھتی ہوئی عیسائیت کی تبلیغ کو بند کرنا آپ جیسے بلند پایہ بزرگان دین کے فرائض میں شامل ہے۔ آئے دن اخباروں میں عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی اسلام دشمنی اور ناجائز طریقوں سے مذہب کی تبلیغ کی اطلاعات آ رہی ہیں۔ آپ بھی ملاحظہ فرماتے ہوں گے۔

عرصہ سے چند غیر ملکی فلم ساز عیسائی حکومتوں کے اشارے پر فلموں کے ذریعے عیسائیت میں ہر ممکن کوشش سے کام لے رہے ہیں ایسی فلموں کے ذریعے ہمارے بے شمار پاکستانی بھائیوں میں مسیحیت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ کیتھولک چرچ نے ابھی ایک سالانہ رپورٹ شائع کی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ مسیحی مشنریوں کو دوسرے ملکوں کی نسبت پاکستان میں عیسائیت پھیلانے میں شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ان فلموں میں ایک طرف تو مسلم سلاطین اور خصوصاً عرب کی مقدس تہذیب کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور دوسری طرف مسیحیت کی تبلیغ کی جاتی ہے۔

اب کراچی کے ماہنامہ نقاد کی خبر پڑھیں "چونکہ پاکستان میں سکولوں کی کمی ہے اس لئے عیسائی مشنریوں نے تعلیم کی آڑ میں عیسائی مذہب کی تبلیغ کے لئے مشن سکول کھول رکھے ہیں۔ جس میں مسلم بچوں کو زبردستی انجیل پڑھائی جاتی ہے اور جو بچہ انجیل پڑھنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس کو سکول سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ چونکہ اس ملک میں سکولوں کا قحط ہے اس لئے بچوں میں خوف ہے کہ اگر انہوں نے انجیل پڑھنے سے انکار کر دیا تو وہ سکول سے نکال دیئے جائیں گے اور وہ کسی دوسرے سکول میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ اس لئے وہ انجیل کو پڑھتے ہیں اور جمعہ کے دن پورا وقت لگاتے ہیں۔ جس سے مسلم بچے جمعہ کی نماز ادا نہیں کر سکتے۔ اور ایک لڑکے کے والد کا خط شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتا ہے کہ میں اپنے بچے کو سکول میں داخل کرنے کے لئے مشن سکول کراچی میں گیا تو تمام لڑکے ایک دائرے میں کھڑے ہو کر انجیل پڑھ رہے تھے۔ میں نے جب اس کی وجہ پوچھی تو پرنسپل کہنے لگے یہ مشن سکول ہے قواعد میں داخل ہے کہ تمام بچوں کو بائبل کی تعلیم دی جائے۔

کچھ عرصہ ہوا مرکزی وزارت تعلیم نے ایک رپورٹ شائع کی تھی۔ جس میں کہا تھا کہ مشن سکول میں مسلمان بچوں کو مسیحیت کی تعلیم نہیں نہیں دی جا سکتی۔ لیکن اس کا بر سر بازار مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ اس کافرانہ دور میں جبکہ ہر طرف کفر اور شرک کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ میں اس چھائی ہوئی تاریکی میں ایک روشنی کا مینار دیکھتا ہوں اور وہ صرف آپ کی ذات مقدس ہے۔ آپ مسلمانوں کی طرف سے حکومت کے سامنے مندرجہ ذیل مطالبات پیش کریں

(۱) تمام سکولوں میں جمعۃ المبارک کی تعطیل ہو۔

(۲) کسی مشن سکول میں مسلمان بچوں کو انجیل کی تعلیم نہ دی جائے۔

(۳) پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ مصر کی طرح قانوناً بند کر دی جائے۔

(۴) یہ فلمیں بالکل بند کر دی جائیں۔

مجھے آپ سے یقین کامل ہے کہ آپ میری گزارش پر ضرور غور کریں گے۔

(۵) ملک میں عیسائی لٹریچر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسے بھی قانوناً بند کر دیا جائے

آپ کی دعاؤں کا طالب:۔

محمد اشرف جماعت دہم مدینہ جنرل سٹور گوجرہ ضلع لائل پور

محترم من۔

السلام علیکم۔ آپ کا مضمون تمباکو نوشی مورخہ ۱۷/۶/۶۰ کے رسالہ میں پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ایسا مفید مضمون عوام کیلئے نہایت ہی نصیحت آموز ہے لیکن اگر علمائے دین کی متحدہ آواز ہو تو زیادہ موثر ہوگا۔ میری رائے یہ ہے کہ کسی خطبہ جمعہ پر اسی مضمون کو عام خطیب دہرائیں۔ اور اگر ہمارے روزنامے بھی تمباکو نوشی کی بدعت پر خاص نمبر شائع کریں تو وہ سب سے زیادہ موثر ہوگا۔ اور ریڈیو پر بھی اس سلسلہ میں خاص پروگرام نشر ہوں۔ "رہنمائے صحت" میں ڈائریکٹر پبلک ہیلتھ اس پر خاص مضامین اور پمفلٹ شائع کر کے عوام اور سکولوں میں تقسیم کریں۔ جیسا کہ ٹی بی کے خلاف محاذ قائم کر کے خاص دن منائے جاتے ہیں اس لئے تمباکو نوشی کے خلاف کوئی دن منایا جائے۔ اور اس سلسلہ کو اس وقت تک جاری رکھا جائے۔ تاوقتیکہ اس کا کامل انسداد نہ ہو جائے

محمد حسن از گوجرہ

جناب اڈیٹر صاحب۔

اسلام علیکم۔ احوال آنکہ۔ آپ کا رسالہ خدام الدین جو میری معرفت مولوی عبدالحفیظ کو آتا رہا۔ میں خود بھی مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ جس کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ توحید بیان کرتا ہے ہر ایک بیان میں مستقیم راستہ بیان کرتا ہے۔ میں تہ دل سے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ دوبارہ شکریہ اس بات کا ادا کرتا ہوں کہ آپ نے تمباکو نوشی کے نقصانات کے متعلق بیان فرمایا۔ لوگوں کو خداوند تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرماویں۔ میں تہ دل سے تمباکو نوشی سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ دعا فرماویں۔ میری توبہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں قبول ہو۔

ڈاکٹر نور محمد انصاری چک ۴۸ ج ب

ضروری اعلان

مدرسہ ہذا کا کوئی سفیر نہیں ہے۔ خبر ملی ہے کہ کوئی شخص جعلی رسیدیں چھپوا کر اس مدرسہ کے نام چندہ جمع کر کے لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔ لہٰذا ایسے خود غرض اور دھوکہ بازوں سے ہوشیار رہیں۔

المعلن۔ قاری محمد دین ناظم مدرسہ تعلیم الفرقان مرڑیہ حسن راولپنڈی

ضرورت قاری

مدرسہ محمودیہ تعلیم القرآن لیاقت پور کے لئے ایک قاری کی ضرورت ہے جو بچوں کو قرآن مجید تجوید کے ساتھ پڑھا سکے مستند کو ترجیح دی جائے گی۔ بالمشافہ گفتگو کریں۔ یا درج ذیل پتہ پر خط و کتابت، تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔

المشتہر۔ محمد اکرم قادری ناظم نشریات و خطیب جامع محمودیہ لیاقت پور ضلع رحیم یار خاں

ہفت روزہ راستہ پڑھیے

"راستہ" اپنی نوعیت کا ملک میں واحد آرگن ہے۔ "راستہ" امام ولی اللہ دہلویؒ کے افکار اور نظریات کا ناشر ہے۔ "راستہ" انسانی مساوات اور اخوت کا درس دیتا ہے۔ مربی حضرت خلیفہ دین پوریؒ کی یادگار میں خان پور سے ظہیر الحق نے جاری کر کے انسانی خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ اس کا "خلیفہ نمبر" پڑھنے کے لائق ہے۔ اچھی چیز کی تلاش انسان کا پیدائشی حق ہے۔

پتہ):۔ دفتر ہفت روزہ "راستہ" انور منزل خانپور (رحیم یار خاں)

بچوں کا صفحہ

والدین کے ساتھ حُسنِ سُلوک

جناب کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن

پیارے بچو!

سورۂ احقاف کے دوسرے رکوع میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا (بالخصوص ماں کے ساتھ احسان کا اور بھی زیادہ) کیونکہ اس کی ماں نے بڑی مشقت کیساتھ اس کو پیٹ میں رکھا اور بڑی مصیبت سے اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنے اور دودھ چھڑانے میں (اکثر کم سے کم) تین سال ہو جاتے ہیں (کتنی طویل مشقت ہے) یہاں تک کہ جب وہ بچہ جوان ہوتا ہے اور چالیس برس کو پہنچتا ہے تو جو سعید ہوتا ہے وہ کہتا ہے۔ اے میرے پروردگار مجھے اس پر مداومت دیجئے کہ میں ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے والدین کو عطا فرمائیں اور اس کی توفیق دیجئے کہ میں ایسے نیک کام کیا کروں جن سے آپ راضی ہو جائیں اور میری اولاد میں بھی میرے نفع کے لئے صلاحیت پیدا فرما دیں۔ میں اپنے سارے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور میں آپ کے فرماں برداروں میں سے ہوں۔ آگے حق تعالیٰ شانہٗ ان لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہی لوگ ہیں جن کے نیک کاموں کو ہم قبول کر لیں گے اور ان کی برائیوں سے درگزر کریں گے اس طرح پر کہ یہ جنت والوں میں سے ہوں گے۔ یہ اس وعدے کی وجہ سے ہے جس کا ان سے دُنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا کہ نیک کام کا صلہ جنت ہے۔

یہ مضمون اسی عنوان سے کہ ہم نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے تین جگہ قرآن پاک میں وارد ہوا ہے۔ پہلی جگہ سورۃ عنکبوت کے پہلے رکوع میں پھر سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع میں اور تیسری مرتبہ یہاں جس سے بہت زیادہ تاکید معلوم ہوتی ہے۔

صاحب خازن نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی شان میں نازل ہوئی کہ ابتداءً ان کی رفاقت حضورؐ کے ساتھ شام کے سفر میں ہوئی تھی جبکہ ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی اور حضورؐ کی عمر شریف ۲۰ سال کی تھی۔ اس سفر کے راستے میں ایک بیری کے درخت تلے ان دونو حضرات کا قیام ہوا۔ وہاں ایک راہب تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اس سے ملنے تشریف لے گئے اور حضورؐ درخت کے سائے میں تشریف فرما رہے اس راہب نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ یہ شخص درخت کے نیچے کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ محمدؐ بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ راہب نے کہا۔ خدا کی قسم یہ نبی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس درخت کے نیچے کوئی نہیں بیٹھا۔ یہی نبی آخر الزماںؐ ہیں۔ جب حضورؐ کی عمر چالیس سال کی ہوئی اور آپ کو نبوت ملی تو حضرت ابوبکرؓ مسلمان ہوئے اور دو برس بعد جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو یہ دعا کی رب اوزعنی کہ مجھے توفیق دیجئے کہ میں اس نعمت کا شکر ادا کروں جو مجھ پر اور میرے والدین پر ہوئی۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ یہ فضیلت مہاجرین میں اور کسی کو حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوئے ہوں اور دوسری دعا اولاد کے متعلق صلاحیت فرمائی جس کا ثمرہ یہ ہے کہ آپ کی اولاد بھی مسلمان ہوئی۔ سب سے پہلی آیت سورۃ عنکبوت والی اور بھی زیادہ سخت ہے کہ اس میں ان والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم ہے جو کافر ہوں اور جب کافر والدین کے ساتھ بھی حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اچھا برتاؤ اور بھلائی کرنے کا حکم ہے تو مسلمان والدین کے ساتھ بھلائی اور احسان کی تاکید بطریقِ اولیٰ۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میری ماں نے یہ عہد کر لیا کہ میں نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تو محمدؐ کے دین سے نہ پھرے گا۔ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا حتیٰ کہ زبردستی اس کے منہ میں ڈالا جاتا تھا۔ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

عبرت کا مقام ہے کہ ایسی سخت حالت میں بھی اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ ہم نے آدمی کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے۔ البتہ اگر وہ مشرک بنانے کی کوشش کریں تو اس میں اطاعت نہیں ہے۔

حضرت حسنؓ سے کسی نے پوچھا کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی کیا مقدار ہے۔ فرمایا کہ جو کچھ تیری مِلک میں ہے ان پر خرچ کرے اور جو وہ حکم کریں اس کی اطاعت کرے بجز اس کے کہ وہ کسی گناہ کا حکم کریں کہ اس میں اطاعت نہیں ہے۔ یہ تھی اسلام کی تعلیم۔ مسلمانوں کا عمل کہ مشرک والدین اگر اولاد کو مشرک بنانے کی کوشش بھی کریں تب بھی ان کے ساتھ بھلائی کا حکم ہے البتہ شرک کرنے میں ان کی اطاعت اور فرمانبرداری نہیں اس لئے کہ یہ حق خالق کا ہے۔ والدین کا حق خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو جائے مالک کے حق کے مقابلہ میں کسی کا حق نہیں ہے۔ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں۔ لیکن ان کے اس حکم اور اولاد کو مشرک بنانے کی کوشش پر بھی ان کے ساتھ احسان اور بھلائی کا حکم ہے۔

ایک اور روایت میں حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ بہت سلوک کیا کرتا تھا۔ جب میں مسلمان ہو گیا تو میری والدہ نے کہا کہ سعد یہ کیا کیا۔ یا تو تُو اس دین کو چھوڑ دے ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں گی۔ ہمیشہ تیرے لئے یہ طعن کی چیز رہیگی۔ لوگ تجھے اپنی ماں کا قاتل کہیں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ ایسا نہ کریں۔ میں دین تو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے دو دن تک نہ کھایا نہ پیا تو میں نے اُس سے کہا کہ اگر تمہاری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ختم ہو جائیں تب بھی دین تو نہیں چھوڑ سکتا۔ جب اُس نے یہ پختگی دیکھی تو کھانا پینا شروع کیا۔

اگر اللہ تعالیٰ والدین کے حق کا حکم نہ بھی فرماتے تب بھی عقل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ان کا حق بہت ضروری اور اہم ہے۔ چہ جائیکہ خدا تعالیٰ نے اپنی سب کتابوں توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن شریف میں ان کے حق کا حکم فرمایا۔ تمام انبیائے کرام کو ان کے حق کے بارے میں وحی بھیجی اور تاکید فرمائی۔ اپنی رضا کو والدین کی رضا کے ساتھ وابستہ کیا اور ان کی ناراضگی پر اپنی ناراضگی مرتب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ ہم سب کو ان پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

سالانہ گیارہ روپے ٭ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳/۲۴۸۱ مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔